الحمد للہ کہ رسالہ نافعہ مسمیٰ

التبیان فی استھلال الصبیان

شرح حدیث

فیستھلّ صارخًا من مسّ الشیطان

از تصنیفات سیّد محمد احسن امروہوی

حسب الارشاد وہدایت بُنیاد حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ السلام
مسیح موعود ومہدی مسعود جناب میرزا غلام احمد صاحب
رئیس قادیان دارالامان درماہ جولائی ۱۹۰۸ء

تاریخ اشاعت ۲۰ جولائی ۱۹۰۸ء

بعہد الہ دین منشی

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام
شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا

تعداد اشاعت ایکہزار

قیمت فی جلد ۔۔۔۔ ۱۰ امر

التبیان فی استہلال الصبیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعض رسایل کے مطالعہ کرنے سی معلوم ہوا کہ پنجاب کے بعض علما مین آجکل حدیث ذیل صحیح بخاری کی نسبت ایسی فضول بحث ہو رہی ہے جو محض لغو اور عبث ہی کیونکہ جو بحث اس حدیث کی نسبت ضروری ہونی چاہئے تھی اسکی طرف فریقین مین سے کسی نے بھی توجہ نہین کی بلکہ ایک امر فضول مین باہم بڑا اختلاف ہو رہا ہے - گویا کہ اس آیت کے یہ علما مصداق ہو رہے ہین -

وقالت الیہود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیہود علی شیء وھم یتلون الکتاب پ۱ وہ حدیث یہ ہے عن النبی صلعم قال ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان الا مریم وابنہا ثم یقول ابو ہریرۃ اقرءوا ان شئتم انی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم (رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ ص ۳۵۳)

حاصل ترجمہ[۱] تمام مولود جو اس عالم سے اس عالم دنیا مین پیدا ہوتے ہین خواہ مریم ہو یا ابن مریم اس دنیا کے شیطان کا مس ان کو ہوا کرتا ہے بعض مولود تو اس مس سی متضرر ہوکر چیخنے لگتے ہین (یعنی بعض ایسے ہین جو متضرر نہین ہوتے اور نہین چیختے) مریم اور ابن مریم بھی منجملہ انہین لوگون کے ہین جو مس شیطان سے متضرر ہوکر نہین چیخے - پھر

[۱] جو ترجمہ ہمنے اس حدیث کا لکھا ہے اگرچہ کسیقدر متبادر الفاظ کے خلاف ہی لیکن اس ترجمہ کے دلایل آیندہ آوینگے

ابوہریرہ کہتے ہین کہ اس عدم صریخ مریم اور ابن مریم کا سبب اثر اُسکی والدہ کی دعا کا ہے
کہ ریا اللہ مین مریم اور اسکی ذریت کو شیطان مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون - ایک صاحب
تو یہ کہتے ہین کہ یہ قول ابوہریرہ رضہ کا غلط ہے اور خطاء اجتہادی سے سرزد ہوا ہے
کیونکہ جو دعا والدہ مریم کی بعد ولادت اور بعد تسمیہ مریم عم کے واقعہ ہوئی تہی جیساکہ فرمایا
اللہ تعالےٰ نے فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ
وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - ترجمہ - پس جبکہ جنا اوسکو کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک
مینے اسکو لڑکی جنا ہے اور اللہ داناتر اُس چیز کا ہے جسکو اُس نے جنا اور لڑکا تو لڑکی کی مانند
نہین ہوسکتا اور بتحقیق مینے نام اسکا مریم رکہا اور تحقیق مین اسکو اور اُسکی ذریت کو شیطان
مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون - اور دوسری پارٹی یہ کہتی ہے کہ ابوہریرہ رضہ صحابی
کی نسبت یہ قول کہنا خطائے بزرگان گرفتن خطا است کا مصداق ہے ہر دو فریق نے
اپنے اپنے دلایل اپنے ادعاوی پر قایم کردیئے ہین اور رسالجات طبع ہو رہے ہین - مگر
ان علماء کو اُس اعتراض کا کچہہ بہی خیال نہین آیا جو عیسائی لوگ تمام انبیاء اور خاص کر ہمارے
حضرت سید المعصومین صلعم پر اس حدیث کے ذیل مین وارد کرتے ہین اور وہ اعتراض یہ ہے
کہ تمام پیغمبر جتنے کہ اہل اسلام کے پیغمبر ہین جو سید المرسلین صلعم ہین اِس حدیث کے بموجب
مس شیطان سے محفوظ نہین رہے کیونکہ وہ سب کے سب بہی مولود بنی آدم مین داخل
ہین اور یہ فضیلت عدم مس شیطان کی سوائے حضرت عیسےٰ اور انکی والدہ کے اور کسیکو
بہی حاصل نہین ہوئی - پس مسلمان جو اپنے پیغمبر کو سید المرسلین یا خاتم النبیین کہتے ہین کس لئے
کہتے ہین انتہی - اگرچہ یہ حدیث تو ایسی نہین ہے کہ جس سے انبیاء اور مقربین آلہی پر کسی
طرح کی ہتک ہوتی ہو - صرف مخالفین اسلام کی غلط فہمی ہے جو اس حدیث سے انبیاء علیہم
السلام پر کوئی اعتراض کیا جاوے جیسا کہ آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ واضح ہو جاویگا مگر کتب تفاسیر

مثل معالم اور تواریخ مثل طبری وغیرہ مین بعض ایسے ایسے قصے کہانیان بنی اسرائیل سے لیکر درج کردی گئی ہین جن سے بڑے بڑے انبیا مثل حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسے علیہم السلام وغیرہم کی نسبت کفر وشرک اور زنا اور فسق وفجور وغیرہ تمام فحشاء اور منکرات شرعیہ کا ارتکاب کرنا لازم آتا ہے نعوذ باللہ من ذالک - افسوس کہ ہمارے مخالف علماء کو اس فتنہ کے رد کرنے کیطرف ذرہ بھر ابتک توجہ نہین ہوئی لغو اور فضول ابحاث مین اپنی تمام عمر کو صرف کر دیتے ہین لیکن دامن انبیاء کی تطہیر اور تنزیہ کی طرف توجہ نہین کرتے۔ مع ہذا ان تفاسیر اور تواریخ اسرائیلی کی روایات موضوعہ کی بنا پر جس کو کالوحی من السماء اعتقاد کرتے ہین ہماری تکفیر اور فتوہائے قتل کے دینے پر ایسے مستعد اور آمادہ ہین کہ تمام عبادتون مالی اور جانی سے اس شغل کو افضل سمجھتے ہین - خیر ہمکو تو ایسی روایات اسرائیلی کی کچھ پروا نہین ہے کیونکہ ہم تو ایسی روایات موضوعہ اور اسرائیلیات کو خواہ وہ کسی کتاب مین ہون درصورت مخالفت نصوص کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے تسلیم نہین کرتے - جو علماء ایسی کتابون کی روایات موضوعہ کو کالوحی من السماء سمجھتے ہون وہ جانین اور مخالفین اسلام جانین - مگر حدیث مذکورہ جو صحیح بخاری کی حدیث ہے جس سے اپنی غلط فہمی سے عیسائی وغیرہ تمسک کر کے اعتراض غلط اور محض بیجا کرتے ہین بحولہ وقوت تعالی اس حدیث کی شرح کیطرف ہم توجہ کرتے ہین - ایاک نعبد وایاک نستعین یعنے ہم تیری ہی بندگی کرتے ہین اور تجھی سے مدد مانگتے ہین

اولاً ہم اختلاف الفاظ اس حدیث کو لکھتے ہین سو واضح ہو کہ دوسرے الفاظ حدیث کے صحیح بخاری مین ہی اس طرح پر ہین حدیث دوم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعہ حین یولد غیر عیسے بن مریم ذھب یطعن فطعن فی الحجاب (صحیح بخاری باب صفتہ ابلیس وجنودہ) ترجمہ - تمام بنی آدم کو جبکہ وہ پیدا ہوتے ہین شیطان اپنی انگل سے انکی پسلیون مین چوکا دیتا ہے سوائے عیسی بن مریم کے اسکو بھی

چوکا دینے کو گیا تو اُسکے حجاب مین یعنے مشیمہ مین (جو ایک جھلی بچہ پر لپٹی ہوئی ہوتی ہے) چوکا دیا۔ حدیث سوم فتح الباری مین ہے ووقع فی روایۃ معمر عن الزہری عند مسلم الا نخسہ الشیطان ۔ بنون وخاء معجمہ۔ ثم مہملہ یعنی مسلم مین جو معمر کی روایت زہری سے ہے اُس مین الا نخسہ الشیطان وارد ہے نخس کے معنی چوکا دینے کے ہین ۔ اور نیز اُسی مین ہے۔ حدیث چہارم کل بنی آدم قد طعن الشیطان فیہ حین ولد غیر عیسے وامہ جعل اللہ دون الطعنۃ حجابا فاصاب الحجاب ولم یصبہما والذی یظہر لی ان بعض الرواۃ حفظ مالم یحفظ الآخر والزیادۃ من الحفاظ مقبولۃ واما قول بعضہم یحتمل ان یکون من العطف التفسیری والمقصود ا لابن کقولک اعجبنی زید وکرمہ فہو تعسف شدید" ترجمہ سب بنی آدم کو وقت اسکی ولادت کے شیطان نے چوکا دیا ہے سوائے عیسے اور اسکی ماکے کیونکہ اللہ تعالی نے اُسکے چوکا دینے کے ورے ایک پردہ قایم کر دیا اور وہ چوکا اُسکا اُس پردہ پر پہنچا اور اُن دونون تک نہ پہنچا۔ مصنف فتح الباری کے کہتے ہین کہ ان روایات مختلفہ کے جو معنے مجہ کو ظاہر ہوئے ہین وہ یہ ہین کہ بعض راویون کو وہ لفظ یاد نہین رہے جو دوسرون نے یاد رکہے اور زیادت حفاظ حدیث کی مقبول ہوا کرتی ہے اور بعض نے جو کہا ہے کہ لفظ اُم کا عطف تفسیری ہے اور مراد اس سے ابن ہی ہے یہ تاویل محض تکلف ہے۔ فتح الباری سے اس قدر تو معلوم ہو گیا کہ وہ الفاظ حدیث کے جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے تہے وہ بعض رواۃ کو محفوظ نہین رہے ہمین وجہ مضمون حدیث مین اختلاف ہو گیا ہے کیونکہ فطعن فی الحجاب سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے حضرت عیسیٰ ع کو بہی حجاب مین چوکا دیا اور فاصاب الحجاب سے بہی وہی مطلب مفہوم ہوتا ہے لیکن فلم یصبہما سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے چوک دینے سے صدمہ اُنکو نہ پہنچا۔ اور نمبر دوم حدیث مین خاص اور صرف عیسیٰ ہی کا ذکر ہے اور نمبر اول و چہارم مین مریم اور ابن مریم دونون کا ذکر ہے۔

پس جبکہ خود ایک ہی حدیث کے الفاظ اور اُس کے مضمون میں ایسا اختلاف[1] واقع ہوا ہے اگرچہ صحیح بخاری کی حدیث ہو پھر وہ حدیث کیونکر مخالف قطعیات کے متمسک بہا ہو سکتی ہے اذا تعارضا تساقطا قضیہ مسلمہ ہے۔ مگر یہ بات ہم بموجب غلط فہمی مخالفین کے کہتے ہین ورنہ بموجب صحیح معنے حدیث کے کوئی اعتراض حدیث بخاری پر وارد نہین ہوتا۔ اور خلاصہ کلام یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح مریم اور ابن مریم کا استثنا خود اس حدیث مین موجود ہے اگر دوسرے دلایل شرعیہ سے اور بھی مستثنیات اس کلّیہ سے ثابت ہو جاوین تو وہ بھی اِس حکم سے مُستثنےٰ رہین گے ---- کیونکہ کلیات شرعیہ اکثر یہ ہوا کرتی ہین اُن مین ایسی کلّیت نہین ہوتی جس سے کوئی فرد مستثنےٰ نہ ہو سکے خصوصًا جبکہ دلایل استثنا کے موجود ہون پس اکثر ایسے حصر اضافی ہوا کرتے ہین یہ نکتہ ضرور بالضرور یاد رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ آیندہ واضح ہوگا۔ اب ہم کہتے ہین کہ اگرچہ بعض اکابر علماء مفسرین وشارحین حدیث نے اِس حدیث کی صحت مین توقف کیا ہے جیسا کہ ہم نے بھی اختلاف الفاظ واختلاف مضمون حدیث سے متوقف الصحت ہونا حدیث کا ظاہر کر دیا ہے لیکن ہم بحولہ وقوتہ تعالی اس حدیث مختلفۃ الالفاظ کے مضمون مشترک کو صحیح مان کر جواب دیتے ہین۔

اوّلاً واضح ہو کہ اصل مین یہ حدیث واسطے ذب کرنے اُن مطاعن یہود کے وارد ہوئی ہے جو مریم اور ابن مریم کے حق مین وے طرح طرح کی تہمت ناجایز لگاتے تھے اور اول حصہ اِس حدیث کا واسطے کل اُن مولود بنی آدم کے فرمایا گیا ہے جو ماموریں من اللہ کی تکذیب کے بانی مبانی ہون یا اُن کے توابع اور ذریات ہون خواہ قبل حضرت عیسےٰ کے گذر گئے ہوں یا حضرت عیسےٰ کے وقت کے ہوں یا بعد عیسےٰؑ کے قیامت تک آوین یہ مکذبین سب کے سب اِس باب مین متساوی الاقدام ہین مثل مشہور ہے کہ الکفر ملۃٌ واحدۃ الحاصل جملہ مکذبین اعداءِ مرسلین کا استہلال صارخًا من مس الشیطان ہی ہوا کرتا ہے کمی بیشی شدتِ صراخ مین کچھ تفاوت ہو تو ہو یہ امر علیحدہ ہے۔ پس اِس جملہ اوّل

[1] تفسیر ابن جریر اور درمنثور مین اختلاف الفاظ اس حدیث کا قریب چودہ طرح کے وارد ہوا ہے ۱۲ منہ

حدیث مین بھی یہ حصر اضافی ہی ہے- اور دوسرے حصے اس حدیث سے یعنی مریم اور ابن مریم
سے وہ تمام مامورین الٰہی مراد ہین جو مریم اور ابن مریم کے صفات پارسائی مین شریک ہین
اگرچہ یہ قول ہمارا ابھی تک برنگ دعوے ہی کے ہی لیکن آیندہ ہم اس دعویٰ کو متعدد
دلایل اور قراین قویہ سے ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ- ان یہان پر اتنی بات خوب یاد
رکھنی چاہیے کہ اطلاق اسم الشیء علی مایشابھہ فی اکثر خواصہ وصفاتہ جائز
حسن- تفسیر کبیر جلد ۲ ۶۸۹ یعنی استعمال کرنا کسی چیز کے نام کا ایسی چیز پر کہ اکثر خواص اور
صفات مین پہلی چیز کی مانند ہے جایز اور بہت خوب ہے- اب سمجھو کہ مخبر صادق صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ اس صنف کے کل شریر و بدذوات مولود بنی آدم کا استہلال ایک
چیخنے کے ساتھ ہوا کرتا ہے جو کہ مس شیطان سے واقع ہوتا ہے مگر مریم اور ابن مریم اور
ان کے امثال کا استہلال اس صراخ کیساتھ نہین ہوا جو مس شیطان سے ہوتا ہے جسکو
نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ فیستھل صارخا من مس الشیطان فی الجملہ ادہر تو ایک فریق
مولود بنی آدم کا ہے جو شریر اور بدذات ہوتا ہے اور حدیث کے اول فقرہ مین بقرینہ تقابل
مریم وابن مریم بھی فریق مراد ہے- اور دوسرا فریق بنی آدم کا وہ ہے جو مصداق ان صفات
کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آیات ذیل مین بیان فرمایا ہے کہ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات
ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین والتی احصنت فرجھا فنفخنا
فیھا من روحنا وجعلناھا وابنھا آیۃ للعالمین ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ
وانا ربکم فاعبدون یعنی بیشک یہ لوگ نیک کام کو دوڑکر کیا کرتے تھے اور ہم کو توقع
اور ڈر سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے روبرو عاجزی کرنیوالے تھے اور اس عورت کو بھی
یاد کرو جس نے اپنے ستر کو پارسائی سے محفوظ رکھا پھر اسمین ہمنے اپنی روح پھونک دی
اور اسکو اور اسکے بیٹے کو تمام جہان کیلئے ایک نشان بنایا بیشک یہ لوگ تمہاری گروہ مین ملحوظ رہینگے
جو ایک ہی امت ہے اور مین تمہارا رب ہون پس تم سب میری ہی عبادت کرو- اس گروہ کا

استہلال صارخاً من مس الشیطان نہین ہوتا کیونکہ معنے صُراخ کے چیخنے اور چنگھاڑنے کے ہین اور ظاہر ہے کہ چیخنا اور چنگھاڑنا بالفاظ مہملہ بے معنی ہی ہوا کرتا ہے۔

توضیح ولادت کیوقت استہلال کل مولود بنی آدم کیا کرتے ہین خواہ وہ اولیاء الرحمٰن ہون یا اولیاء الشیطان مگر دونون کے استہلال مین فرق بعد المشرقین کا ہوتا ہے کیونکہ اولیاء الرحمٰن کا استہلال صراخ بے معنی نہین ہوا کرتا بلکہ الفاظ بامعنے کے ساتھ منجانب اللہ ہوتا ہے صدق اللہ تعالیٰ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ یعنی بولایا ہمکو اُس پاک ذات اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر ایک چیز کو اپنی تسبیح کے ساتھ باطن مین نطق دیا ہے۔ ہان انکا استہلال مناسب حال اُن کے ترقیاتِ آئندہ کے ہوا کرتا ہے جس سے مقربین الٰہی انکی ترقیات آیندہ کو سمجھ لیا کرتے ہین جیسا کہ فوج کے سوار یا پیادے بلکہ اُن کے گھوڑے اور خچر بھی آواز بگل سے مقاصد اور اصول موضوعہ فوج کو پہچان جایا کرتے ہین باوجودیکہ یہ آواز بگل کی دوسرے غیر سُدھے ہُوئے لوگون کے لئے بمنزلہ الفاظ مہملہ کے ہوتی ہے شعراء نے بھی اپنے قصاید اور کتب اور خُطب کے اوایل مین صنعت براعت الاستہلال کی قایم کی ہے جس سے مقاصد مہمہ مندرجہ قصیدہ وغیرہ کا حال جو آئندہ آنیوالا ہوتا ہے معلوم ہو جاتا ہے اللہ جلشانہ نے بھی ایلاف اور ایناس اپنے بندون کے لئے سُور قرآن مجید کے اوایل مین اس صنعت براعت الاستہلال کا استعمال فرمایا ہے۔ کہین حروف مقطعات سے اور کسی جگہ اوایل آیاتِ سورتون سے دیکھو **التبیان فی تفسیر مقطعات القرآن** کو حضرت مخبر صادق سید المرسلین صلعم نے اولیاء الشیطان کے استہلال کو جو صارخاً من مس الشیطان کا مصداق ہوتا ہے اُنکی آیندہ آنیوالی شرارتون کی علامت مقرر فرما دی ہے اور اولیاء الرحمٰن کا استہلال منجانب اللہ ہوا کرتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال وقت ولادت باسعادت مین شفاء قاضی عیاض وغیرہ اور اُس کی شرح ملا علی قاری مین لکھا ہے کہ حضرت اُم عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہین کہ جب حضرت سید المرسلین خاتم النبیین

صلے اللہ علیہ وسلم بوقت تولد میرے دونوں ہاتھوں پر ساقط ہوئے اور مین نے آپ کو اپنے
دونوں ہاتھوں پر لیلیا تو آپ کا استہلال یہ تہا کہ آپ کو چھینک آئی اور آپ نے الحمد للہ پڑہا
اور پہر فرشتۂ غیبی نے جواباً یہ آواز دی کہ یرحمك الله یا رحمك الله حکمت الٰہی
ایسے استہلال اور اُسکے جواب رحمک اللہ مین یہ تہی کہ پیدا ہوتے ہی آپ کی علو شان اور
اور ظہور برہان جو آئندہ زمانہ مین ہونے والی تہی حاضرین وسامعین کو اسکی طرف منجانب اللہ
ایذان اور اعلام ہوجاوے اور اپکا استہلال عبث اور بیمعنی واقع نہ ہووے۔ عبارت شفائے
قاضی عیاض کی معہ شرح ملا علی قاری کی یہ ہے وفی الشفا ام عبد الرحمن بن عوف
لما سقط صلعم علی یدی واستہل بان عطس وقال الحمد لله بدلیل قولہا سمعت
قایلا یقول رحمك الله انتہی موضع الحاجۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک کا آنا اور آپکے
الحمد للہ کا تلاوت کرنا اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر مس شیطان کا مس کے
وقت پہنچا نہ آئندہ پہنچیگا اور اسی لئے آپ کا استہلال چھینک کے ساتھ ہوا اور آپ کی زبان
مبارک سے الحمد نکلا اور اللہ تعالی کیطرف سے جو جواب رحمک اللہ آیا اسکا سر یہ تہا کہ علم الٰہی مین یہ امر
ثابت ہوچکا ہے کہ اللہ تعالی کی صفت رحمانیت اور رحیمیت بہر حال آپ کے شامل حال ہے
اور رہیگی اور ضرر مس شیطان سے آپ ہمیشہ محفوظ رہینگے چنانچہ شفائے قاضی عیاض مین
چند احادیث اسبارہ مین لکھی ہین منجملہ اُن کے یہ حدیث ہے عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل به قرینه من الجن
وقرینه من الملائکة قالوا وایاك یا رسول قال وایای ولکن
الله تعالی اعانني علیه فاسلم دوسری روایت مین ہے فلا یامرني الا بخیر یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سب کیلئے ایک اسکا ہمنشین جنات مین سے موکل کیا گیا ہے
اور دوسرا ہمنشین فرشتون مین سے صحابہ نے عرض کیا کہ اور آپ کیلئے یا رسول اللہ فرمایا میرے
لئے بہی ہے مگر اللہ تعالی کی اعانت نے مجہہ کو اُسپر غالب کردیا پس وہ مسلمان فرمانبردار ہوگیا ہے

یا ہیں اُس کے شر سے سلامت رہتا ہوں اور سوائے نیک کام کے میرے لئے کوئی امر پیش نہیں کرتا۔ اور حضرت آدم کی نسبت بھی وارد ہوا ہے کہ جب آپ کی روح بعض اعضا میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی اور آپ نے الحمد للہ پڑھا (رواہ ابو نعیم فی الدلایل) اب ان آنحضرت صلعم کے استہلال اور حضرت آدم کے استہلال میں بموجب اس روایت کے اس قدر فرق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے استہلال کیوقت جو چھینک آنے پر آپ نے الحمد للہ کہا اُسکے جواب میں اللہ تعالی کیطرف سے یرحمک اللہ جواب آیا اور حضرت آدم کے استہلال میں یرحمک اللہ جواب مذکور نہیں ہوا ہے۔ اور ہمنے اکثر بچوں کے استہلال کو سنا ہے کہ اُن کے استہلال میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا صاف طور پر نکلتا ہے اور بعض بچوں کے استہلال میں ایک صوت بمعنی مثل آہ از فریاد کے ہی ہوتی ہے اور نہایت شدت کے ساتھ ہوتی ہے جو صارخا من مس الشیطان کے مصداق ہو جاتی ہے اور اسکی نسبت مخبر صادق صلعم فرماتے ہیں کہ تمام مولود جو بحالت بلوغ و تمیز کے مکذبین حق ہوئے یا آیندہ ہونگے وہ سب کے سب بوقت ولادت صراخ بے معنی کیا کرتے ہیں یعنی انکا استہلال صارخا من مس الشیطان ہوا کرتا ہے سوائے مریم اور ابن مریم اور اُن کے امثال کے **توضیح** مولود بنی آدم سے مراد حصر اضافی کا لینا اور مریم اور ابن مریم سے مراد وہ اور اُنکی امثال لینا دلایل قویہ اور قراین یقینیہ سے ثابت ہیں جنپر دلایل مقابلہ عیسائیان ہی یہان پر لکھی جاتی ہیں دیکھو انجیل متی ۱۲ باب ۳۸ تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے اُستاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں (۳۹) اُس نے اُنہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے بدکار اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں دکہایا نہ جائیگا۔ ایضا یوحنا ۸ باب ۴۴ تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو۔ غرضکہ یہ امر انجیل پڑھنے والوں پر واضح ہے کہ حضرت عیسٰی نے اپنی مکذبین کو کہیں شیطان کا بیٹا اور کسی جگہ شیطان کو انکا

باپ فرمایا ہے اورکہین اون کے لئے بدکار اور حرامکار لقب عنایت کیا ہی اورکہین سانپون
کا بچہ ارشاد فرمایا ہے اور سانپ سے مراد تمام بائبل مین شیطان ہی لیا جاتا ہے - دیکھو باب
سوم پیدائش کا اوّل سے آخر تک - اب ہم دریافت کرتے ہین کہ اگر ان مکذبین کی ولادت
مین مس شیطان کا وہ حصہ نہین تہا جسکو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسے
بدذاتون کیلئے فیستہل صارخاً من مس الشیطان فرمایا ہے تو پہر حضرت عیسےٰ نے ان بدذاتون
کو ایسی مغلظات گالیان کیون دین اگر ان کی ولادت مین کوئی حصہ مس شیطان مندرجہ حدیث
کا نہین تھا تو پہر حضرت عیسیٰ ایسی گالیون کے دینے سے مستحق حد قذف کے ہوئے جاتے
ہین دیکہو استثنا باب ۲۲ ورس ۱۳ وغیرہ کو پس ضرور حضرت عیسیٰ کو انکی ولادت کا حال
الہاماً یا کشفاً معلوم ہوگیا ہوگا - پس بوقت ولادت کے بہی مس شیطان سے وہ کیونکر
محفوظ رہ سکتے تہے جو حدیث مذکورہ کا منشا ہے اور یہ تو ہو نہین سکتا کہ صرف
مکذبین حضرت عیسیٰ ہی کے بدذات ہون اور دیگر مامورین آلہی کے مکذبین بدذات
نہون کیونکہ قد تشابہت قلوبہم وارد ہے اور اکفارکم خیر من اولٰئکم بہی
فرمایا گیا ہے اور الکفر ملۃ واحدۃ قضیہ مشہورہ ہی اور لا نفرق بین احد من رسلہ
بہی ارشاد ہوا ہے اور ایک قرینہ اس حصر اضافی کے لینے کیلئے یہ بہی ہے کہ وہ مولود بمقابلہ
مریم اور ابن مریم کے واقع ہوا ہے یہ تقابل بہی مقتضی اس امر کا ہے کہ اس مولود سے وہ مولود
مراد ہو جو مریم اور ابن مریم کے مخالف ہو اندرین صورت استثنا یہان پر منقطع ہوگا یعنی
مریم اور ابن مریم جنس مستثنیٰ منہ سے نہین ہے اور مریم اور ابن مریم سے بحکم آیت
ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ کے اگلے پچھلے تمام مامورین الہی مراد ہین اور ان
تخصیص مریم اور ابن مریم کی اس لئے فرمائی گئی ہے کہ ان پر وہ تہمتین ناجائز بدکاری
اور حرامکاری کی نعوذ باللہ لگائی گئی نہین جو کسی مامور الہی پر اس کی امت نے نہین
لگائین تنبیہ یہان پر ایک امر ضروری بہی یاد رکہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جو مکذب

بانی و بانی تکذیب کا ہوا اور کلام نبوت یا قرآن مجید مین اسکی نسبت ایسے الفاظ بدذات وغیرہ
کے آگئے ہون جیسا کہ قرآن مجید مین لفظ زنیم کا ہے تو ہم اسکی نسبت البتہ کہہ سکتے ہین
کہ اسکی ولادت مین شیطانی حصہ ہے اور اسکا صبی استہلال بوقت ولادت کے مِن مَسِّ الشیطان
کیسا ہی واقع ہوا ہے جو فیستہل صارخًا من مس الشیطان کا مصداق ہو اور یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ مولود کی ولادت مین حصہ شیطان چند طرح سے ہوتا ہے۔ زنا سے اس جماع سے جو
خلاف ورزی نواہی امر شرع شریف کے ہوا اور پھر اسکے مدارج متعددہ اور مختلفہ ہین بلحاظ
کثرت وقلت ممنوعات شرعیہ متعلق جماع کے اور والدین یا احدہما کے ارتکاب شرک و
بدعات اور دیگر معاصی وغیرہ کے بھی حصہ شیطانی ولادت مولود مین ملجاتا ہے کما قال
اللہ تعالی وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اس بیان سے ثابت ہوا کہ مولود کی ولادت مین
حصہ شیطانی کا شمول صرف زنا ہی سے نہین ہوتا بلکہ دیگر اسباب بھی موجب اسکے ہین کہ دخل شیطانی
مولود کی ولادت مین ان سے ہو سکتا ہے پس کسی مکذب کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکی
ولادت مین فلان سبب سے حصہ شیطانی شامل ہے جبتک قطعی طور پر خواہ بذریعہ کلام نبوت کے
یا مشاہدہ وغیرہ سے اس سبب کا حال معلوم نہ ہو ہان زنا ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اسکا ضرر
زچہ اور بچہ دونون مین پیدا ہو جاتا ہے اور آثار رشد اور سعادت کے اکثر یہ اسمین مفقود ہو جانے
ہین اور شقاوت کے آثار اسمین نمودار ہو جاتے ہین اور بحکم الشقی من شقی فی بطن امہ کے بوقت
ولادت کے ایسے مولود کا استہلال بھی صارخًا من مس الشیطان ہوتا ہے جسکے معنی چیخنے اور رینکنے کے
ہین کما قال اللہ تعالی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اور اسی لئے ایسے بدذاتون کو حمار کے
ساتھ تشبیہ دی ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا بئس مثل القوم الذین کذبوا بایات اللہ
واللہ لا یہدی القوم الظالمین ۔ **تبصرہ** اب خلاصۃ المقال یہ ہے کہ چونکہ شیطان
انسان کا بڑا دشمن ہے کہ علاوہ وساوس کے دل مین ڈالنے کے امراض جسمانیہ اور آلام بدنیہ کے لاحق
ہونیکے لئے بھی بڑی خواہش رکھتا ہے اور اسمین کوشش کرتا رہتا ہے تاکہ اللہ تعالی کی عبادت کی بجا آوری

مین کسیطرح اُس سے کوتاہی واقع ہوجاوے اسلئے کتاب اللہ اور سنت نبویہ مین امراض کی اسناد
شیطان کیطرف بہی مجازا کی جاتی ہے اگرچہ وہ اسکا فاعل نہین ہے جیساکہ حضرت ایُوب
کے حالات مین فرمایا گیا ہے کہ واذکر عبدنا ایوب اذ نادیٰ ربہ انّی مسنی الشیطٰن
بنصب وعذاب یعنے یاد کرو تم ہمارے بندے ایوب کو جبکہ پکارا اونہون نے اپنے رب
کو کہ تحقیق چہوا ہے مجہہ کو شیطان نے ساتھ تکلیف اور عذاب کے یعنے اسکی خواہش کے مطابق
مجہہ کو الم بدنی اور عذاب جسمانی پہنچ گیا ہے پس اِسلئے ہوسکتا ہے کہ مس شیطان مندرجہ حدیث
سے الم جسمانی مراد ہو اندرین صورت استہلال صارخا من مس الشیطان دو قسم کا ہوگیا ایک
تو وہ کہ مولود کی آیندہ شرارتون کیلئے علامت ہوجاوے اور دوسرا وہ کہ صرف الم جسمانی کے
سبب سے بوقت ولادت اوسکا صراخ واقع ہوا اِسلئے یہ صراخ بے معنی بوقت استہلال کے
علامت ظنی مولود کی آیندہ شرارتون کی البتہ ہوگئی نہ قطعی علامت اور اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری
کا بہی ایسا ہی کچہہ متقضا ہے اِسلئے کوئی انسان مجاز نہین ہے کہ سوا اُس شخص کے جسکو
انبیا علیہم السلام نے اپنے کشف یا الہام کے رو سے بدذات یا حرامکار فرمادیا ہو کسی اور کی
نسبت یہ الفاظ استعمال کرے۔ ہان اگر کسی اور وجہ سے کسیکا بدذات ہونا بالعلم الیقینی معلوم
ہوگیا ہو تب بہی یہ الفاظ مناسب محل پر استعمال ہوسکتے ہین والا فلا کیونکہ موجبات صراخ مولود کے
جو مس شیطان سے واقع ہو مختلف اور متعدد ہوگئی جن کے سبب یہ علامت ظنی ہوگئی ہے اور ظنیات
پر کوئی حکم قطعی نافذ نہین ہوسکتا۔ اِسلئے ہر ایک شخص ایسے مولود کیلئے جسکا استہلال صارخا من
مس الشیطان کا مصداق ہو ایسے الفاظ کے استعمال کا مجاز نہین ہوسکتا فتدبر ولا تکن من
العافلین آیندہ بہی کسیقدر اِسکی تفصیل احادیث سے آویگی انشاء اللہ تعالیٰ ●
اب واضح ہو کہ ایسے مکذبین اشرار کو بدکار اور حرامکار یا شیطان کے بچے یا شیطان کو اُنکا
باپ کہنا صرف اناجیل سے ہی ثابت نہین ہے بلکہ عہد عتیق سے ہی انبیاء کیطرف سے
ان الفاظ کا استعمال ایسے اشرار کی نسبت ثابت ہوا ہے دیکہو یشعیا نبی کی کتاب ۵۷/۳ و ۴ مین لکہا ہے

اے جادوگرنی کے بیٹو اے زانی اور چھنال کے بچو (۴) تم کس شخص پر ٹھٹھے مارتے ہو
کس پر اپنا مونہہ پسارتے ہو اور جیبہ نکالتے ہو کیا تم باغی لڑکے اور دغاباز نسل نہیں ہو۔
اگرچہ ایسے الفاظ کا نقل کرنا ہمکو بہت مکروہ معلوم ہوتا ہے مگر بحکم نقل کفر کفر نباشد کے واسطے
اسکات اہل کتاب کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں الحاصل اگر ان ٹھٹھا کرنے والوں میں وہ مس
شیطان نہیں تھا جو حدیث میں مذکور ہے تو انکو قحبہ اور چھنال کا بچہ حضرت یشعیا نبی کیوں کر
فرماسکتے تھے کہ اندرین صورت مستحق حد قذف کے ہو جاتے دیکھو کتاب یشعیا $\frac{۲۳}{۱۴}$
اور امر تو ظاہر البطلان ہے کہ یشعیا نبی کے وقت کے مکذبین تو ضرور ہی ایسے اور ویسے ہوں
اور دیگر مکذبین کے حق میں مس شیطان کا وہ حصہ موجود نہ ہووے جو حدیث میں مذکور ہے
کیونکہ جب علت موجود ہو جاتی ہے تو معلول بھی اسکا بالضرور موجود ہو جاتا ہے مگر یہاں
پر چونکہ علتیں متعدد ہیں اسلئے معلول بھی مختلف ہوگا۔ علاوہ برین اس کے لئے دلیل نقلی
بھی موجود ہے قال اللہ تعالیٰ اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر
پس ثابت ہوا کہ حضرت آدم سے لیکر قیامت تک کے مولود جو با مومن اسد کی تکذیب کے
بانی مبانی ہوئے یا اب ہوتے ہیں یا ہووینگے اُن سب میں وہ حصہ مس شیطان کا موجود ہونا
ہے جو حدیث میں مذکور ہوا ہے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی جو محض باطل ہے پس
جو لوگ کہ اپنی آخر عمر تک۔ بانی مبانی تکذیب کے رہے ہوں وہ بالضرور خبیث اور شیطانی روح
ہوتے ہیں خواہ اون میں حصہ شیطانی بسبب سفاح کے شامل ہوگیا ہو یا بسبب شرک و کفر
واکل حرام وغیرہ کے انمیں شمول اسکا ہوا ہو ہاں اُسکے درجات کمی بیشی میں مختلف ہونگے
قد جعل اللہ لکل شیء قدرا۔ صدق اللہ تعالیٰ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم
علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ۹ پ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ مومنین کو اس حال مشتبہ
پر چھوڑ دیوے جس پر تم ہو حتے کہ خبیث کو طیب سے متمیز نہ کر دیوے۔ الحاصل حضرت
مخبر صادق نبی کریم صلعم نے با علام الہی ایسے خبیثوں کیلئے ابتداء ولادت ہی سے ایک ایسی

خیانت کا پتہ جو آیندہ اُن سے سرزد ہونیوالی ہے بقرائن معلوم ہوجاوے اور چونکہ حضرت عیسیٰ اور
مریم کو تہمتیں ولد الزنا اور زنا کی نعوذ باللہ خلاف نفس الامر لگائی گئی تہیں لہذا اللہ تعالےٰ
نے اُن کے استہلال کا حال بہی بڑے شد و مد سے بیان فرمایا ہے کیونکہ جب حضرت
مریم کی نوبت اس تہمت زنا کے خیال کیوجہ سے یہاں تک انتہا کو پہنچی کہ بوجہ شرم وحیا کے
بوقت تولد عیسےٰ زار زار رو کر اُن سے اُن کا یہ مقولہ وعائیہ صادر ہوا کہ یالیتنی مت
قبل ہذا وکنت نسیا منسیا تو حضرت عیسیٰ کیطرف سے یہ استہلال صادر ہوا کہ فناداہا
من تحتہا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا آخر آیت تک اور اس شد و مد سے
استہلال کی ضرورت اسلئے واقع ہوئی کہ اس امت محمدیہ میں بہی ایک مریم اور ابن مریم روحانی طور پیدا ہونے
والا تہا جو اول اول مریمی صفت کے ساتھ متصف ہو کر وہ مریم ہوگا اور بعد مریم ہوجانے کے
جب نفخ روح من جانب اللہ اسمیں ہوگا تو وہ ابن مریم بیٹے جیسے ہوجاویگا چنانچہ ایسا ہی
کچھہ واقع ہوا کچھہ تہذیب الہامات کو جو بمنزلہ استہلال روحانی کے ہیں کہ انک الیوم لدینا
مکین امین اول الہام بطور استہلال روحانی کے ہے اور یا مریم اسکن انت وزوجک
الجنۃ و یا عیسےٰ انی متوفیک وغیرہ الہامات بہی موجود ہیں جو بمنزلہ استہلال روحانی کے ہیں۔
پس اسلئے واسطے تنبیہ آخری اُمت محمدیہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے استہلال کو ایک
کلام مفصل بیان کیا ہے تا کہ مریم اور ابن مریم روحانی آنیوالی اُمت محمدیہ کی براءت کذب وافترا سے
بخوبی ثابت ہوجاوے کہ جس طرح پر مریم اور ابن مریم اس تہمت ناجائز سے پاک وصاف تہے اسی طرح
پر مریم اور ابن مریم امت محمدیہ کا تہمت افترا سے پاک وصاف ہے کیونکہ اسمیں بہی جو نفخ روح ہوا ہے
وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے نہ شیطان کیطرف سے اس خیال افترا کے رد کرنیکی ضرورت
اسلئے واقع ہوئی کہ جیسے یہود کے خیال میں یہ امر جائز نہیں تہا کہ بغیر باپ کے کوئی فرزند کیونکر
پیدا ہوسکتا ہے اسی طرح پر اس وقت کے مخالفین کے اذہان میں یہ امر مرکوز تہا کہ اس زمانہ
میں کسی ولی کو بہی نفخ روح ذہنی منجانب اللہ ہو ہی نہیں ہوسکتی اور خصوصاً جبکہ ایک شخص کسی

پہیر یا ولی سے بیعت بہی نہ ہوا ہو اور اسکا باپ روحانی بہی کوئی نہ ہو اس امر کو محالات سے سمجہتے تہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قصہ مریم اور ابن مریم کو بیان فرماکر ایک اشارہ لطیف اس طرف فرمادیا کہ دیکہو جس طرح عیسےٰ بغیر باپ جسمانی کے ہماری قدرت کاملہ سے پیدا ہوا تہا اوسی طرح عیسےٰ امت محمدیہ مین بغیر باپ روحانی کے خاص ہمارے نفخ روح کیساتہہ مبعوث ہوا پہر تم مریم اور ابن مریم روحانی امت محمدیہ سے کیون تعجب کرتے ہو۔ اگر کوئی کہے کہ کجا تولد جسمانی اور کجا تولد روحانی تو جواب اسکا یہ ہے کہ انجیل کی روسے تو بغیر تولد روحانی کے خدا کی بادشاہت سے کسی کو کچہہ بہی حصہ نہین ملسکتا دیکہو یوحنا ۳ یسوع نے جواب دیکر اس سے کہا مین تجہے سچ سچ کہتا ہون اگر کوئی سر نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکہہ نہین سکتا (۴) نقودیموس نے اُس سے کہا آدمی جب بوڑہا ہوگیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے کیا اسمین یہ طاقت ہے کہ دوبارہ اپنی ماکے پیٹ مین درآئے اور پیدا ہووے (۵) یسوع نے جواب دیا کہ مین تجہے سچ سچ کہتا ہون کہ اگر آدمی پانی اور روح سے پیدا نہووے تو وہ خدا کی بادشاہت مین داخل ہو نہین سکتا (۶) جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو روح سے پیدا ہوا ہے روح ہے (۷) تعجب نکر کہ مینے تجہے کہا کہ تمہین سر نو پیدا ہونا ضرور ہے آخر درس ۱۳ تک دیکہو اور اگر کہا جاوے کہ یہ مقولہ مریم کا یالیتنی الخ بسبب دردزہ کے واقع ہوا تہا اسلئے حضرت مریم نے یالیتنی آخر تک کہا تہا تو ہم اس بارہ مین زیادہ تر بحث نہین کرتے مگر اس قدر کہے دیتے ہین کہ اصل معنے مخاض کے تمخض اور تحرک ولد کے ہین جو شکم مین مادر کے اندر ہوتا ہے جیسا کہ تحرک دودہ کا بوقت بلونے دودہ کے ہوتا ہے دیکہو کشاف اور کتب لغات کو ہان چونکہ مخاض مین دردزہ بہی واقع ہوا کرتا ہے اسلئے مخاض دردزہ کو بہی کہتے ہین اور دردزہ کا کمی بیشی کے ساتہہ واقع ہونا مشاہدات مین سے ہے ہمنے خاص اپنے ازواج کو دیکہا ہے کہ انکو دردزہ بہت ہی کم ہوا اور بچہ معًا پیدا ہوگیا یہہ کچہہ ضروری نہین کہ ہر ایک حاملہ کو ایسا ہی دردزہ واقع ہو جو وہ اپنی موت کیلئے دعا کرے خصوصًا مریم جیسی پارسا عورت کیا وہ نہ جانتی تہی کہ بعد مرنیکے بہی اپنے اعمال کا حساب وکتاب دینا ہوگا ان غیرًا

فجیراوان شدًا افشرًا اور صرف مرجانے سے خلاص من العذاب ہونا کب ضروری ہے
اسلئے مریم کا یہ کہنا کہ یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیًا منسیًا صرف بوجہ حیا اور شرم
کے تہا اور چونکہ اُن کو اپنی پاکدامنی کا علم حضوری تہا لہذا موت کی درخواست کی کیونکہ بحالت موت
تو اللہ تعالےٰ کیطرف رجوع ہوگی جو لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مضمون موجود ہے اور درصورت
زندہ رہنے کے طرح طرح سے تہمتیں زنا کی قوم کیطرف سے واقع ہونگی اور زنا یعنی رجم بھی کیا
جاویگا دیکھو احبار باب ۲۰ آیت ۱۰ وغیرہ کو اسلئے مریم نے اپنی موت کیلئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ
نے انکی تضرع وزاری پر رحم فرماکر حضرت عیسیٰ سے بصورت استہلال کے خارق عادت یہ مقولہ
صادر کرادیا کہ فناداہا من تحتہا ان لاتحزنی الآیہ اور من تحتہا سے مراد یہ ہے کہ حضرت
عیسیٰ جو پیدا ہوئے تو مریم کے پائین کیطرف تھے جیسا کہ وقت ولادت کے بچے ماکے پائین
ہی کیطرف واقع ہوتا ہے نہ سرہانے کیطرف اور واضح ہو کہ بہین وجوہ کہ حضرت عیسیٰ کے استہلال
میں ایسے کلمات بامعنی پیدا ہوئے جو ایک خرق عادت کے طور پر تہی مریم حد زنا سے بچ
گئیں ورنہ بحکم توریت کے حد رجم سے کیونکر بچ سکتی تہین احبار ۲۰/۱۰ کہ مسئلہ رجم کا توریت
مین بڑے شدومد سے بیان کیا گیا ہے اگر حضرت عیسیٰ کیطرف سے ایسا استہلال واقع نہ ہوتا
تو پہر قوم کیطرف سے ضرور بالضرور انکو رجم کیا جاتا اور حد رجم سے کبھی نہ بچتین۔

وجہ دیگر تخصیص مریم اور ابن مریم کے ذکر کی اس حدیث مین یہ ہے کہ خود اناجیل مین جن کے
عیسائی لوادان شاگرد مسیح کے معتقد ہین اُن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ قطع نظر
اپنے وقت ولادت کے اپنے زمانہ بعثت مین بہی مس شیطان سے محفوظ نہین رہے چنانچہ چند
درس یہان پر لکھے جاتے ہین متی ۴/۸ پہر شیطان اُسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لیگیا اور دُنیا کی
ساری بادشاہتین اور اُنکی شان وشوکت اُسے دکہائین (۹) اور اس سے کہا اگر تو گر کے مجھے
سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دونگا (۱۰) تب یسوع نے اُسے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ
لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر متی ۴/۸ تا ۱۰ ومرقس ۱/۱۲ لوقا مین

بہی حسب تفصیل متی کے باب ۴ ورس ۵ سے تا ۸ یہ قصہ شیطان کے لئے بہزنکا حضرت عیسی کو لکہا ہوا ہے اسلئے رسول مقبول صلعم نے عدم مس شیطان کے ذکر مین مریم اور ابن مریم کا خاص طور پر ذکر کر کے بحکم آیت ومطہرک من الذین کفروا کے انکی تطہیر بیان فرمائی ہے یہ ایک احسان عظیم الشان حضرت رسول مقبول صلعم کا حضرت مریم اور ابن مریم پر اور نیز موجودہ نادان شاگردان مسیح کی گردن پر ہے جسکا شکریہ وہ ادا نہین کر سکتے بلکہ حضرت مسیح موعود کا بہی اُن پر یہہ ایک بڑا احسان ہے کہ وہ ان دونون مطہرین کے نام منجانب اللہ مبعوث ہوئے اور ان کا نام نامی تمام دنیا مین روشن کر دیا جیسے فرمایا ہے شیخ نے ع نام نیک رفتگان ضایع مکن ۔ تا بماند نام نیکت یادگار ۔ اور اسی لئے فرمایا اللہ تعالی نے ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا یعنی اور تاکہ بناوین ہم اوسکو تمام لوگون کے لئے اپنی قدرت کا ایک بڑا نشان اور اپنی رحمت کا اوسکو ایک ذریعہ قرار دیوین اور یہہ امر ہمارے علم ازلی مین ایک فیصلہ قطعی تہا دیکہو مسیح موعود کو آیت الہام ہی اسی لئے ہوئی ہے کیونکہ مریم اور ابن مریم اپنے وقت مین تو تمام اہلکتاب کے لئے بموجب اُن کی کتابون کے کب نشان ہوئے تہے چند آدمی ہی اُن کے مرید ہو گئے تہے اور باقی جملہ اہلکتاب یہود کیلئے ایک سخت ابتلا کے باعث تہی پہر کیونکر وہ آیۃ للناس اور رحمۃ منا کے مصداق ہو سکتے تہے جسکو بڑی شد و مد سے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وکان امرا مقضیا مگر ہان اب بوساطت اس مسیح موعود کے تمام دُنیا کے آدمیون کے لئے وہ ایک نشان عظیم الشان اور رحمۃ منا کے مصداق ہو گئے ہین کیونکہ اُن دونون کے نام نامی پر جو مسیح موعود مبعوث ہوا ہے اُس کے ہزارون نشانات اور خوارق عادات و کرامات اور معجزات کل دُنیا مین شایع ہو گئے اور لطف پر لطف یہ ہوا کہ ثبوت حقیت کتاب اللہ اور نبوت محمدیہ کا ہی ذریعہ اس مسیح موعود کے بوجہ اکمل حاصل ہو گیا ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ یہان پر ہم پادری صاحبان سے بڑی جرات کے

ساتہہ ایک استفسار کرتے ہین وہ یہ کہ بموجب اس قصہ شیطانی مندرجہ انجیل کے آپ حضرت
عیسے کی نسبت کیا کہتے ہین آیا وہ مس شیطان سے محفوظ ہین یا ہمیشہ کو ملعون ہی رہین گے
بشق اول یہ بادشاہتین اور تمام شوکتین جو عیسائیون کو حاصل ہین یہ کیون حاصل ہوئین انکا حصول تو
سجدہ شیطانی بموجب انجیل کے مبنی تہا اور اگر وہ مشرک نہین ہوئے تہے تو اقل درجہ بموجب
انجیل کے تم مشرک ہو اور شیطان کو سجدہ کر رہے ہو اور بشق ثانی باوجودیکہ نادان عیسائی ایک
نبی کو ملعون قرار دے رہے ہین علاوہ توجیہ مذکورہ ہماری کے کونسی توجیہ انکی پاس موجود ہے
کہ حضرت عیسی مس شیطان سے ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے ہون انجیل نے تو انکو ہمیشہ کیلئے
ملعون قرار دیدیا ہے نعوذ باللہ منہ **دیگر وجہ** تخصیص کی چونکہ بموجب عقاید عیسائیون کے
حضرت ابن مریم سولی پر چڑہا کر مقتول ہی کئے گئے ہین اور بموجب حکم توریت کے جو سولی پر قتل
کیا جاتا تہا یہود کے نزدیک وہ ملعون ہوتا تہا اور اسی لئے عیسائی بہی مجبور ہو کر یہ عقیدہ رکہتے
ہین کہ نعوذ باللہ حضرت عیسی قتل صلیبی کے سبب تین روز ملعون رہے اور ملعون تو وہی ہوتا ہے جسمین
حصہ مس شیطان کا بالکل وجہ موجود ہو لہذا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی برات
اس حدیث مین تخصیص کر کر بیان فرمادی کہ ان مین وہ حصہ شیطان کا ہرگز نہین ہے جسکی وجہ
سے نعوذ باللہ وہ ملعون قرار دئے جاوین اسی لئے قرآن مجید نے بہی قتل صلیبی کی نفی بڑی شد
ومد سے بیان فرمادی ہے یہ ہے قرآن مجید کا ایک بڑا احسان اور اس حدیث کا بہی بڑا احسان
ہے ان پر مگر وہ اسکا بہی کفران کرتے ہین کہ عکس القضیہ کر کر اس حدیث سے الٹا الزام حضرت
سید المعصومین صلعم پر لگاتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اور یہ بات بہی یاد
رکھنی چاہئے کہ جو فضیلت نسب کی ایک خصوصیت کے ساتھ آنحضرت صلعم کو حاصل ہے وہ
حضرت عیسی کو ہرگز حاصل نہین دیکہو شفاء قاضی عیاض وغیرہ کو عن ابن عباس رضـ فلما خلق
اللہ ادم الفی ذلک النور فی صلبہ فاھبطنی اللہ عزوجل الی الارض فی صلب ادم
وجعلنی فی صلب نوح ای بعد ما کان فی صلب شیث وادریس وقذف بی فی صلب

ابراهيم اى من صلب سام بن نوح ثم لم يزل الله ينقلنى من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجنى من ابوى لم يلتقيا اى من ادم وحواء الى عبد الله وامنة على سفاح قط - ويشهد لصحة هذا الخبر شعر العباس المشهور فى مدح النبى صلى الله عليه وسلم شفاى قاضى عياض جلد اول ص۱۹۹ یعنی جبکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس میرے نور کو حضرت آدم کی پشت میں رکھا جو زمین میں پیدا ہوے اور بواسطہ سام بن نوح کے حضرت ابراہیم کی پشت میں ڈالا اور پھر اس طرح سے میرا نور اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا ہوا میرے والدین تک پہنچا۔ حضرت آدم اور حوا سے لیکر میرے والدین عبد اللہ اور آمنہ تک کسی پشت میں بغیر نکاح کے یہہ نور منتقل نہیں ہوا اسکے مقابلہ میں دیکھو حضرت عیسی کے نسب نامہ کو کہ بموجب نسب نامہ مندرجہ انجیل کے ایسے ارحام طاہرہ اور اصلاب کریمہ کب ثابت ہیں بلکہ بموجب انجیل کے تفصیلہ بر عکس معلوم ہوتا ہے اور اس شرف نسب آنحضرت صلعم میں حضرت عباس کے اشعار مشہور ہے جس سے اس حدیث کی صحت کی تائید ہوتی ہے پس اس حدیث سے ثابت ہے کہ آپ کی نسب شریف میں آپ سے لیکر حضرت آدم و حوا تک وہ استہلال مس شیطان سے واقع نہیں ہوا جو قبیح و مذموم ہے اور پھر اگر آپ کے خاندان عالیشان پر نظر ڈالی جاوے تو تمام شرافتون خاندانی کا عطر مجموعہ ہے اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اب ہم اصل بحث کی طرف رجوع کرتے ہیں - اور چند ادلہ کتاب اللہ و سنت صحیحہ سے بھی تحریر کرتے ہین جن سے ثابت ہو کہ مطلب حدیث کا وہی ہے جو ہم ترجمہ میں لکھ آئے ہین قال اللہ تعالی انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الا فاجرا كفارا - اى پروردگار اگر تو ان کو ہلاک سے چھوڑ دیگا تو تیرے بندون کو یہ گمراہی کرینگے اور جو اولاد ان سے پیدا ہوگی وہ بھی بدکار اور سخت کافر ہی ہوگی انتہی - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد بنی آدم میں تخم والدین کا اثر ضرور پہنچتا ہے لہذا ایسی اولاد میں مس شیطان کا اثر و ضرر بھی واقع ہونا

ے حضرت عباس آپ کے چچا کے اشعار شرح شفائے قاضی عیاض صفحہ ۳۶۲ و ۳۶۳ جلد اول میں لکھے ہوئے ہیں جسمین شرح ملا علی قاری کی ہے۔

بھی ثابت ہوا الولد سرّ لابیہ قضیہ مشہور ہے اور یہی معنی ہین اس آیت کے وشارکہم فی الاموال والاولاد لہذا ایسے مولودون کا استہلال صارخا من مس الشیطان ہوگا -

ایضًا قال اللہ تعالیٰ ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم یعنے تم کسی ایسے شخص کی فرمانبرداری مت کرو جو بہت ہی قسمین کہاتا رہتا ہے اور بعیزت اور حقیر ہے لوگون پر طعن و تشنیع کرتا رہتا ہے چغلیان کہاتا رہتا ہے اچہے کامون سے روکتا ہے اور بندگی کی حدود سے تجاوز کر گیا ہے بدکار کہر ہے اسکے بعد دنی الاصل بہی ہے پس ایسے ہی شریر مولودون کیلئے اس حدیث مین فرمایا گیا ہے کہ بوقت ولادت کے ان سے ایسا استہلال صادر ہوتا ہے جو صارخا من مس الشیطان کا مصداق ہووے کیونکہ کچھہ نہ کچھہ شیطانی حصہ اونکی ولادت مین ضرور ملا ہوا ہوتا ہے اور پہر یہ استہلال صریحی بطور ظن غالب کے اسکی آئندہ شرارتون کی خبر دیتا ہے اس آیت مین جو فرمایا گیا کہ من بعد ذلک زنیم حالانکہ بظاہر یہ فرمانا چاہئے تہا کہ من قبل ذالک زنیم کیونکہ ان صفات ذمیمہ کا موجود ہونا اسکے دنی الاصل ہونیکے وجہ سے ہی ہے اگر وہ اصیل و نجیب الطرفین ہوتا تو ایسے صفات ذمیمہ اس سے کیون صادر ہوتین سو اضح ہو کہ یہان پر بطور دلیل انی کے فرمایا گیا ہے کہ جب اس مکذب مین ایسے آثار شرارت کے موجود ہین تو بعد وقوع ان آثار کے تم سمجہ لو کہ وہ دنی الاصل ہے کیونکہ آثار کے دیکہنے کے بعد موثر کا وجود ذہن نشین ہو جاتا ہے اور جبکہ ایسے مولود مین یہ آثار شیطانی موجود ہین تو استہلال بہی اسکا صارخا من مس الشیطان ہی ہے اور ایسے مولود لفظ زنیم یعنے دنی الاصل کے مصداق ہین کیونکہ علت سے معلول کا وجود اور وجود معلول سے علت کا وجود سمجہا جایا کرتا ہے پس یہ حصر اضافی ہے اور اسکی کلیت بہی اضافی ہے دیکہو کلیت اضافی کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم یعنی ملکہ بلقیس کو ہر ایک وہ شے دی گئی تہی جو ملک اور سلطنت کیلئے

ضروری ہوتی ہے ایضاً وعلمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء یعنی ہر ایک وہ شے
ہم کو دی گئی ہین جسکے بغیر ملک اور سلطنت عظیم الشان حاصل نہ ہو سکی ایضاً فرمایا اللہ تعالے
نے واتاکم ما لم یوت احدا من العالمین جس سے مراد مخاطب کے زمانہ کے تمام عالمین
ہین یا جیسا کہ فرمایا ثم اجعل علی کل جبل منہن جزءا یعنے وہ سب پہاڑ جو مخاطب کے
سامنے موجود ہین یہ محاورہ لفظ کل کا جو بہ نسبت بعض اشیاء کے ہو نہ باضافت کل جہان
کی اشیاء کے کل زبانون مین مستعمل ہے متی ۸ باب ۳۴ اور دیکھو سارا شہر یسوع کی ملاقات کو نکلا اور اسے
دیکھکے اسکی منت کی کہ اپنی سرحدون سے باہر جاوے ظاہر ہے کہ یہ امر کب ممکن وقوعی ہے
کہ شہر مین کوئی متنفس باقی نہ رہا ہو اور سب کے سب یسوع کی ملاقات کو باہر نکل کھڑے ہوئے ہون
پس مراد یہ ہے کہ شہر کے جن لوگون نے یسوع کی ملاقات کرنی چاہی وہ سب نکل کھڑے ہوئے
اسی طرح یہان پر بھی کل وہ بنی آدم مراد ہین جو مامورین الٰہی کے مکذب ہون کہ انکی ولادت مین
شیطان تصرف کیا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی وشارکہم فی الاموال والاولاد اولاد مین شارکت
شیطان کی یہی ہے کہ اولاد اسباب محرمہ سے پیدا ہو یا دعوی نسب بلا سبب کیا جاوے
کہ اپنے باپ کو چھوڑکر دوسرے کو اپنا باپ بنا لیا جاوے یا والدین یا دونون مین سے کوئی
ایک مرتکب شرک کا ہو وغیرہ وغیرہ — مریم اور ابن مریم سے مراد بموجب قول اکابر مفسرین مثل صاحب
کشاف وغیرہ کے کل وہ لوگ مراد ہین جو ان کے صفات حمیدہ کیساتھ متصف ہون چنانچہ
کشاف مین لکھا ہے واللہ اعلم بصحتہ فان صح فمعناہ ان کل مولود یطمع الشیطان
فی اغوائہ الا مریم وابنہا فانہما کانا معصومین وکذالک کل من کان فی صفتہما
لقولہ تعالی لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور خود احادیث صحیح
بخاری سے ثابت ہے کہ اس امت کے اوسطے اونٹے لوگ بھی اس ضرر شیطانی سے محفوظ
و معصوم رہتے ہین عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لوان احدہم اذا اراد ان یاتی اہلہ قال بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان

وجنب الشیطان ما رزقتنا فانہ ان یقدر بینہما ولد فی ذلک لم یضرہ الشیطان
ابدًا متفق علیہ یعنی جبکہ کوئی شخص اس آیت مین کا اپنے اہل کے پاس آنے کیوقت
کہے کہ مین اللہ تعالی کے نام کے ساتھہ اپنے اہل کے پاس آتا ہون یا اللہ تو ہمکو شیطان سے
بچائیو اور اس ملنے اہل سے جو اولاد تو ہمکو دیوے اوسکو بھی شیطان سے بچائیو تو اس دعا کی
برکت یہ ہوگی کہ اس آنی مین اگر کوئی فرزند مقدر ہوگا تو شیطان اس فرزند کو کبھی بھی ضرر نہین
پہنچا سکیگا۔ لفظ ابدًا سے ثابت ہے کہ جو شخص وقت مجامعت اپنی کے اگر اس دعا کو پڑہے گا اور
اُس سے فرزند پیدا ہو تو اسکو شیطان نہ بوقت ولادت کے کوئی ضرر پہنچا سکیگا اور نہ اور کسی وقت
لہذا اس دُعا کا پڑہنے والا اور اس کا فرزند ضرر شیطان سے محفوظ رہنے مین مریم اور ابن مریم کا
شریک ہے پس امت محمدیہ کا تو ہر ایک مومن مریم اور ابن مریم کا اس صفت مین شریک ہے کما قال
اللہ تعالی انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربہم یتوکلون انما سلطانہ علی
الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون یعنی شیطان کا اُن لوگون پر کچھہ بھی زور نہین چلتا
ہے جو ایمان رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہین اسکا زور تو انہین پر چلتا ہے جو اسکو
دوست بناتے ہین اور خدا تعالی کے ساتھہ اوسکو شریک کرتے ہین۔ اس آیۃ سے بھی ثابت ہے
کہ مس شیطان سے وہی لوگ متضرر ہوتے ہین جو اولیاء الشیطان ہین نہ وہ لوگ جو مریم صفت
اور ابن مریم کی صفت ہین۔ مومنین امت احمدیہ کے لئے تو اللہ تعالی نے عدم مس شیطان کیلئے
قرآن مجید مین ایسے تعویذ نازل فرما دئے ہین جو امم سالقہ مین بھی نازل نہین ہوئے تہے یعنی قرآن مجید
کے آخر مین دو سورتین جنکا نام معوذتین ہے نازل فرمائی ہین جو پہلی اُمتون پر نازل نہین
ہوئین تفسیر کشاف مین لکھا ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد انزلت علی سورتان
ما انزل مثلہما وانک لن تقرء سورتین احب ولا ارضی عند اللہ منہما یعنی المعوذتین
یعنی البتہ تحقیق اتاری گئی ہین مجہپر ایسی دو سورتین جنکی مثل پہلے نہین اُتاری گئین اور اللہ تعالے
کے نزدیک اُن دونون سورتون کا تلاوت کرنا سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے وہ دو سورتین

معوذتین ہین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ اور اگر شیطان جو انسان کا بڑا دشمن ہے کسی مومن کو مس کرنے کے لئے طواف کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالی نے اُسکے دفع کا ایسا علاج بتلا دیا ہے کہ پھر اسکو کوئی قابو مومن پر نہین ہو سکتا کما قال اللہ تعالی

ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی متقی لوگون پر جب کبھی شیطانی خیال آپڑتا ہے تو وہ اللہ تعالی کو یاد کرنے لگتا ہے سو فوراً وہ اللہ تعالی کو دیکھنے لگتے ہین یعنے اللہ تعالی کا خوف اُن پر غالب ہوجاتا ہے پھر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ جس طرح پر والدہ مریم حنہ نے واسطے مریم اور اسکی ذریت کے دعا کی تھی کہ انی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی کیلئے بوقت تزویج دعا فرمائی ہے تفسیر مظہری مین لکھا ہے :۔

وقد صح ان رسول اللہ صلعم قال لفاطمۃ حین زوجہا علیا اللہم انی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم وکذا قال لعلی حینئذ رواہ ابن حبان من حدیث انس یعنی جبکہ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی کیساتھ کیا تو آپ نے یہی دعا پڑھی اور حضرت علی کیواسطے بھی یہی دعا پڑھی کہ انی اعیذھا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم اب اس دعا کا مقبول ہونا بھی دیکھو کہ یہ دعا کیسی قبول ہوئی ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین تمام دنیا مین بصفت عصمت مشہور ہین اور آنحضرت صلعم کی ذریت انہین دونون کی ذریت کے ذریعہ سے تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہے باوجودیکہ ایک شیطان نے معہ اپنی جماعت کے جان توڑ کر کوششین کین کہ آنحضرت کی اس ذریت کا بالکل استیصال کردیا جاے مگر وہ شیاطین اس مقصد مین کامیاب نہ ہوئے اور دعائے استعاذہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا اثر قبولیت تمام دنیا مین موجود اور مشہود ہے اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اسی لئے اللہ تعالی نے مومنین اُمت محمدیہ کو حضرت مریم کے ساتھ تشبیہ دی ہے کما قال اللہ تعالی ومریم ابنت عمران التی

احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت
من القانتین یعنی اللہ تعالی مومنون کی مثال مریم بنت عمران کی ساتھ بیان کرتاہے جس نے
اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکہا پس اس حفاظت کے نتیجہ مین ہمنے اپنی طرف کی روح پہونکدی
اور اُس نے اپنے رب کی باتون کو اور اسکی کتابون کو سچا جانا اور وہ عبادت کرنیوالون مین
سے تھی انتہی۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ جو مومن ان صفات مریمی کے ساتھ موصوف ہین
وہ مثل مریم ہی کے ہین ف بلکہ خود مریم مانند ایسے مومنون کے ہے کیونکہ لفظ قانتین کا جمع
مذکر سالم کا صیغہ ہے مؤنث کا۔ پس اس لفظ مذکر مین اس طرف اشارہ ہے کہ سیاق کلام
مین تو مومنین مثل مریم کے ہین اور دوسرے اعتبار سے مریم مثل مومنین کے ہے کیونکہ وہ خود
قانتین مین شمار کی گئی اسلئے اللہ تعالی نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ ان ھذہ امتکم امۃ
واحدۃ اور جو لوگ اس اُمت کے اکابر مین سے ہین اون سے تو شیطان ایسا علیحدہ رہتا ہے
کہ جہان وہ ہوتے ہین وہان سے ہی شیطان بھاگ جاتا ہے چنانچہ خود صحیح مسلم مین حضرت
عمر رض کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا الاسلک فجا غیر فجک رواہ مسلم
سراج وہاج صفحہ ۲۵۴ یعنی قسم ہے مجھکو اُس ذات پاک کی جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے
کہ نہین ملا ہے شیطان تجھکو اُس راستہ کیطرف جسمین تم چلنے والے ہو مگر وہ بھاگ گیا ہے
اس دوسرے راستہ مین جو تمہارے راستہ کے غیر ہے۔ اور جبکہ خود اللہ تعالی نے اپنے
بعض مقربین کیلئے بوقت ولادت و بوقت موت اور بوقت بعث و نشر کے سلام پہنچایا ہے
تو پہر انکو شیطان سے ضرر کیونکر پہنچ سکتا ہے قال اللہ تعالی فی حق عیسی وسلام علیہ
یوم ولد ۔۔۔ ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ اگرچہ انسان بحکم آیت وخلق الانسان
ضعیفا کے بہت ضعیف البنیان ہے لیکن جبکہ بسبب قوت ایمان کے اللہ تعالی
اسکا متولی اور کارساز ہوجاتا ہے تو پہر شیطان کا کید بمقابلہ کارسازی اللہ تعالی کے کچھ ضرر

نہین پہنچا سکتا کیونکہ اگر کسی ضعیف کا حامی اور متولی وہ قادر مطلق ہوجاوے تو پھر شیطان کا کید
جو نہایت ضعیف ہی اور اُسکا کوئی حامی نہین کیا ضرر پہنچا سکتا ہے کما قال اللہ تعالی ان کید
الشیطان کان ضعیفا یعنی بیشک شیطان کا فریب اُس مومن کیلئے جس کا متولی قادر
مطلق ہے نہایت سست اور ضعیف ہی - اس حدیث کے معنی جو ہمنے مشرح اور مفصل کرکے
لکھے ہین اسی معنے کیطرف بڑی بڑے محققین علما نے اشارہ کیا ہے چنانچہ فتح الباری مین
لکھا ہے وحاصلہ یعنی حاصل الجواب ان ذلک جعل علامۃ فی الابتداء علی من تمکن
من اغوائہ واللہ اعلم یعنی یہ استہلال بچہ کا صراخ کے ساتھ اللہ تعالی نے ایک علامت
ابتدائی اس امر کی گردانی ہے کہ شیطان ایسے بچہ پر اپنے اغوا کیلئے قابو پالیویگا اور اللہ تعالے
سب سے زیادہ داناتر ہے اس عبارت سے فتح الباری کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ استہلال
صریخی مولود کا علامت ہی اس امر کی کہ شیطان بوقت مکلف ہونے مولود کے اس مولود پر
قابو پالیویگا - سراج الوہاج مین لکھا ہے وھذا ابتداء تسلیطہ یعنے یہ استہلال صریخی مولود
کا ابتدائی علامت شیطان کے مسلط ہونیکی ہی یعنی بوقت مکلف ہونے بچہ کے -

تفسیر مظہری مین لکھا ہے وحصر عدم المس فی مریم وابنہا الثابت بالحدیث علی
ھذا یکون حصرا اضافیا بالنسبۃ الی الاعم الاغلب یعنی جو حصر اس حدیث مین
مذکور ہے بدلیل مذکورہ بالا حصر اضافی ہے بنسبت اغلب کے انتہی - ہمنے یہ امر ثابت
کردیا ہے کہ اگر حصر کو بعض الفاظ حدیث کی رو سے تسلیم کیا جاوے تو وہ حصر بنسبت اُن
مولودون کے ہی جو مکذ ہین حق ہوتے ہین - کشاف سے پہلے گذر چکا ہے جسکی عبارت یہ ہے
وکذلک کل من کان فی صفتہما لقولہ تعالی لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم
المخلصین یعنی جو مومنین مریم اور ابن مریم کی صفات حمیدہ کے ساتھہ متصف ہون وہ
بھی ان دونون کے حکم مین ہین اس واسطے کہ اللہ تعالے حکایتا عن ابلیس فرماتا ہے مین اُن سب کو اغوا کرونگا مگر
جو تیرے بندے مخلص ہین اُن پر میرا قابو نہین چلیگا - فتح الباری جلد ٦ صفحہ ٣٣٨

میں لکھا ہے قال القرطبی ہذا الطعن من الشیطان ھو ابتداء التسلیط یعنی یہ طعن
شیطان کا بوقت ولادت مولود کے شیطان کے مسلط ہونیکی ابتدائی علامت ہے۔ ان
جملہ روایت سے تین امرون کا ثبوت ہوتا ہے جو اوپر ہمارے بیان مین ثابت کئے گئے ہین
اول یہ کہ استہلال صبی یعنی مولود کا ایک ابتدائی علامت ہے اسکی آیندہ شرارتون کی جو بوقت
مکلف ہونیکے اس سے سرزد ہون گے۔ **دوسرے** یہ کہ ما من مولود مین حصر اضافی
ہے جس کو ہمنے بیان کیا کہ یہ حصر بہ نسبت مکذبین ماموریں الہی کے ہے **تیسرے**
یہ کہ مریم اور ابن مریم سے کل وہ لوگ مراد ہین جو اندونون کی صفات حمیدہ کے ساتھ متصف ہون
اخیر کے دونون امر ایسے ہین کہ اگر مریم اور ابن مریم کو جو خاص ہین باسلوب مذکورہ عام لیا جاوے تب
بھی حصر اضافی ہوا جاتا ہے اور اگر ما من مولود کو جو عام ہے مخصوص بمکذبین کیا جاوے
تب بھی مریم اور ابن مریم مین تعمیم ہوئی جاتی ہے اور پھر بھی حصر اضافی ٹھیرتا ہے پس خواہ عام
کی تخصیص کرو یا خاص کی تعمیم کرو مطلب حدیث کا دونون طرح سے صاف اور واضح ہوجاتا
ہے اسلئے کسی نے تو ما من مولود عام کی تخصیص کردی ہے کہ حصر اضافی قرار دیا ہے اور کسی نے
مریم اور ابن مریم کی جو خاص ہین تعمیم کردی ہے اور دونون امر یعنی عام کی تخصیص یا خاص کی تعمیم
یہان پر ادلہ شرعیہ سے بخوبی ثابت ہے۔ عام کی تخصیص کیلئے تو یہ قاعدہ علم اصول مین مقرر
ہوچکا ہے کہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض اور خاص کی تعمیم کے لئے سجہ الا
تفسیر کبیر ہم لکھ چکے ہین کہ اطلاق اسم الشیء علی ما یشابہہ فی اکثر خواصہ
وصفاتہ جایز حسن پس یہ جملہ بیان مذکورہ بالا ہمارا انہیں دو قاعدون پر متفرع ہے
جسکے ادلہ اوپر لکھے گئے اور اکابر علماء نے بھی اسکی شہادت دیدی واللہ اعلم بالصواب وعلمہ احکم
والیہ المآب۔ لفظ شیطان مین اہل لغت کا اختلاف ہے کہ اسکا مادہ کیا ہے بعض کہتے
ہین کہ نون اسکا اصلی ہے پس شیطان بروزن فیعال ہوا اور شطن اسکا اصل مادہ ہوا بمعنی شطن
کے یعنی خیر وصلاح سے دور ہونیکے ہین اسلئے جو شخص خیر وصلاح سے دور ہو اسکو بھی شیطان کہتے ہین

پس اسلیے انسانون پر بہی اسکا اطلاق آتا ہے جنہین مادہ خیر وصلاح کا نہ ہووے کما قال اللہ تعالے
واذا خلوا الی شیاطینہم اور بعض اہل لغت کا مذہب یہ ہے کہ نون اسمین زاید ہے شاط
بمعنے بطل سے مشتق ہے جس کے معنی باطل کے ہین اس معنی کی روسے بہی اہل البطلان کو
شیطان کہہ سکتے ہین بہرحال جس شیطان کا ذکر قرآن مجید مین متعدد جگہ پر موجود ہے اور اس
حدیث مین بھی ذکر ہے وہ ایک روح خبیث ناری ایسی ہے کہ وہ تو ہمکو دیکھ سکتا ہے اور ہم اوسکو
نہین دیکھ سکتے جبتک کہ وہ کسی صورت جسمی کے ساتہہ متمثل نہ ہووے۔ بعض علماء نے تعریف جن
شیطان یہ لکہی ہے کہ وھو جسم ناری متشکل باشکال المختلفۃ کما قال اللہ تعالے
انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم یعنے بیشک وہ شیطان اور اسکی ذریت
تم کو دیکھتی ہے اور تم کو وہ نظر نہین آتے۔ ناری مادہ ہونا اسکا اس آیت سے ظاہر ہے۔
خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ چونکہ اس زمانہ اخیر مین دجالین بہی جو شیطان کے مظاہر ہین
وہ شیطانی کام کر رہے ہین جو شیاطین سے بہی بڑہکر ہین لہذا ہم واسطے اجتناب کے ان مظاہر
شیاطین کا بیان کرنا بہی ضروری سمجھتے ہین تاکہ بعد ثبوت انکی دجالیت کے ہر ایک اہل اسلام ان مظاہر شیاطین سے پرہیز کریگا
اور لاہم معنے دجال کے لغات معتبرہ عرب سے لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو معنے دجال مین وہ بصیرت حاصل ہوجائے
جس سے طرداً وعکساً حضرت اقدس کا صادق مسیح موعود ہونا ثابت کر سکین کیونکہ جبکہ اس زمانہ
مین دجال موعود کا موجود ہونا ثابت ہوجاویگا تو پہر جو شخص دعوے صادق مسیح موعود ہونے کا
نصوص قرآنیہ اور نشانات الہیہ سے کر رہا ہے اور اس دجال کو شکست دے رہا ہے
تو بالضرور وہی مسیح موعود ہے اور اگر مسیح موعود کا ثبوت ہوجاوے تو پہر جس قوم کو مسیح موعود
نے دجال قرار دیا ہے تو اسکی دجالیت کا ثبوت بہی ہوجاویگا۔ معنی طرد کے سیدہی طرف سے
چلنا اور معنی عکس کے دوسری طرف سے لوٹنا یعنی ثبوت مسیح موعود کا مستلزم ہے وجود دجال کو
اور وجود دجال موعود کا مستلزم ہے بعثت مسیح موعود کو اب دیکہو تاج العروس شرح قاموس مین
لکہا ہے ومنہ اشتقاق الدجال المسیح الکذاب لانہ یعم الارض کما ان الھناء یعم الجسد

یہ صفت دجال کی جو خاص لغت عرب نے بیان کی پادریان عیسائیان مین موجود ہے دیکھو تمام بسیط الارض پر یہی اقوام پہیلی ہوئی ہین پس آنکی دجالیت کا ثبوت اِس طرح لغت عرب سے ہو گیا. او ہو من دجل دجلا اذا کذب واخرق لانہ یدعی الربوبیۃ وھذا من اعظم الکذب یہ صفت بہی انہین موجود ہے کیونکہ صنائع اور بدائع اور گلٹ سازی وغیرہ جو اس قوم نے جاری کئے ہین اسکا پتہ کسی پہلی قوم کی تاریخ مین نہین ملتا اور سماوات و طبقات الارض کے متعلق وہ وہ فنون وعلوم ایجاد کئے ہین جو گویا زبان حال سے دعوی ربوبیت کا کر رہے ہین اور نیز حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے قایل ہین۔ وقیل ہو من دجل الرجل اذا قطع نواحی الارض سیرا اطراف زمین مین کونسا ناحیہ باقی رہ گیا ہے جسکو انہون نے قطع نہ کیا ہو چنانچہ اسمین لکہا ہے قال ابو العباس سمی دجالا لضربہ فی الارض وقطعہ اکثر نواحیہا۔ ایضا او من دجل تدجیلا اذا غطی لانہ یغطی علی الناس بکفرہ او لانہ یغطی الارض بکثرۃ جموعہ او لانہ یدجل الحق بالباطل ظاہر ہے کہ یہ صفات بہی ان اقوام مین پائی جاتین ہین تمام آدمیون کو دنیا بہر کی ان اقوام نے اپنے کفر سے بہی ڈہک لیا ہے اور انکی جماعتین اس قدر کثرت سے دنیا بہر مین پہیل رہی ہین کہ زمین کو بہی گویا ڈہک دیا ہے اور حق کو اپنے باطل سے ڈہک دینا چاہتے ہین صیقت انکی امور دینیات مین خود ظاہر ہے۔ ایضا اسمین ہے او من دجل اذا طلی بالذہب وکل شیء متوہنۃ بماء الذہب فقد دجلتہ سمی بہ لتمویہہ علی الناس بالباطل وتلبیسہ ملمع کرنا سونے اور چاندی کے زیورون کا اور ظروف اور تمام ساز وسامان ملمع کو دیکہو تو اس تمویہ اور تلبیس کا نظارہ اِس قوم مین ایسا تمکو نظر آویگا کہ ازمنہ ماضیہ مین کوئی ایسا نظارہ کوئی تاریخ نہ بتا سکے گی۔ ایضا والصواب ان الدجال بمعنی الذہب کشداد الی قولہ لان الکنوز تتبعہ حیث ذہب دیکہو سونا اور علاوہ اسکے دنیا بہر کی چاندی اُنکے پیچہے پیچہے پہرتی ہے ایضا او من الدجالۃ بالتشدید ایضا للرفقۃ العظیمۃ تغطی الارض بکثرۃ اہلہا وقیل ہی الرفقۃ تحمل المتاع للتجارۃ

۱۲ کما قال السید ... فتح ان الضلال ... یہود ... ابن ... بسیط الارض ... مین ... منہ

قال دجالۃ من اعظم الرفاق ۔ دنیا کی ہر ایک شے کی تجارت کی ترقی جو اس قوم نے کی ہے اور تمام بسیط الارض مین جو انکی تجارت پھیل رہی ہے بتاؤ کہ دنیا بھر مین اور کونسی قوم کی ایسی کمپنیان کی تجارت جاری ہے اور نہ زمانہ ماضی مین کسی کمپنی یا قوم نے اس قدر ترقی تجارت مین کی ہے تاج العروس شرح قاموس سے یہ عبارات لکھی گئی ہین اور لسان العرب وغیرہ مین بھی اسی طرح پر لکھا ہے ۔ اور صحاح جوہری مین لکھا ہے الدجال والدجالۃ الرفقۃ العظیمۃ قال الشاعر ؎ دجالۃ من اعظم الرفاق ۔ انتہی صراح مین لکھا ہے دجال نام مسیح کذاب و گروہ بزرگ دجالۃ مثلہ غرض کہ لغت عرب کی کتابون مین خواہ چھوٹی ہون یا بڑی سب مین یہی لکھا ہوا ہے سبحان اللہ آنحضرت صلعم کو کیسا وسیع علم دیا گیا تھا کہ آپ نے جس گروہ کو اپنے کشف مین دجال سے نامزد فرمایا اس مین وہ تمام باتین اب پائی جاتی ہین جو لغت عرب مین لکھی ہوئی ہین جن کا خلاصہ یہ ہے تمام زمین پر پھیل جانا دینیات مین سراپا کذب اور افترا سے کام لینا ۔ زمین و آسمان کے متعلق وہ علوم تحصیل کرنا جس سے دعوی ربوبیت معلوم ہو ۔ تمام اطراف واکناف مین سیر کے سامان مہیا کر کے سیاحت کرنا اپنے دجل اور کفر سے حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دینا ۔ جملہ اقوام دنیا سے انہین کی قوم مین عظیم الشان اور کثیر التعداد ہونا ۔ صنائع بدائع اور تمام کامون دنیا مین ایسی زینت اور رونق دینا کہ اگر رانگ ہے تو چاندی معلوم ہونے لگتی ہے اور اگر پیتل تانبا ہے تو سونا معلوم ہونے لگتا ہے تمام خزانون دنیویہ کا ان کے پیچھے پیچھے پھرنا ۔ دنیا بھر کی تجارتون کو اس قدر ترقی دینا کہ کوئی دوسری قوم ہرگز ہرگز انکی ہمسری نہین کر سکتی ۔ تمام دنیا کے اسباب اور سامانون کو بذریعہ ریلون کے شرق سے غرب اور غرب سے شرق کو جنوب سے شمال کو اور شمال سے جنوب کو اٹھائے پھرنا وتلک عشرۃ کاملۃ ۔ پس ثابت ہوا کہ ان اقوام پادریان عیسائیان کو دجال ہونے مین کسی طرح کا شک وشبہ نہین ہے پس اس ثبوت سے یہ ثابت ہوا کہ جو مسیح موعود صادق و مصدوق اپنے دعاوی کو ہزارون نشانات الٰہیہ سے ثابت کر رہا ہے وہ بھی ضرور بالضرور وہی سچا مسیح ہے جس کے بعثت کی خبر اس آخری زمانہ دجال مین تمام کتب آسمانی

نزدیک ہے وہو المدعا۔ اور اگر طرداً لیا جاوے یعنی اول مسیح موعود کا ثبوت دیا جاوے جو ہمارے رسایل متعددہ مین لکھا گیا ہے تو پھر ان اقوام کے دجال ہونیکا ثبوت ہو جاویگا فثبت المدعا طرداً و عکساً و ہو المطلوب۔ اور حدیث مسلم نے جو تمیم داری سے مروی ہے اس کے الفاظ اور مضمون نے ثابت کر دیا کہ یہی قوم عیسائیان گرجا دجال اکبر معہود ہین کیونکہ واقعات زمانہ کے اس مضمون مندرجہ حدیث کے بالکل مطابق ہین پس اس زمانہ مین سر شیطان تحصن سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اس مسیح موعود کے قلعہ مین داخل ہو والا فلا

بیان ثبوت مسیح موعود کا انکی کتب متحدیانہ سے

واضح ہو کہ کتب متحدیانہ حضرت اقدس کی صرف بلحاظ فصاحت اور بلاغت ہی کے اعجاز نہین ہین بلکہ دیگر وجوہ اعجاز کے بھی ان مین موجود ہین۔ خصوصاً اعجاز المسیح جسکا اعجاز ہم یہان پر بچند وجوہ لکھتے ہین۔ وجہ اول اعجاز المسیح چند پیشگوئیون کو مشتمل ہے جو پوری ہو گئین اول پیشگوئی ٹائیٹل پیج یعنے سر لوح پر موجود ہے اور وہ یہ ہے من قام للجواب وتنمر فسوف یری انہ تندم وتدمر پیشگوئی دوم منعہ مانع من السماء پیشگوئی سوم صفحہ ۵ من کان یظن انہ فصیح وعندہ کلام کانہ یدر تام فلیات بمثلہ والخمس علیہ حرام وان اجتمع اباءہم وابناءہم والفائہم وعلماءہم وحکمائہم وفقہائہم علی ان یاتوا بمثل ہذا التفسیر فی ہذا المدی القلیل الحقیر لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض کالظہیر پیشگوئی چہارم صفحہ ۵ فانی دعوت لذالک وان دعائی مستجاب فلن یقدر علی جوابہ کتاب لا شیخ ولا شاب پیشگوئی پنجم صفحہ ۵ وانہ انا ولا فخر وان دعائی یذیب الصخر وان یومی ہذا یوم الفتح ویوم الضیا بعد اللیلۃ اللیلاء پیشگوئی ششم صفحہ ۵ الیوم خسر الذین کانوا یہذرون وغلت ایدیہم الی یوم یبعثون پیشگوئی ہفتم صفحہ ۶۲ فما کان

فی وسعتهم ان یبارزوا کابطال المضمار او یخرجوا من هذا السجن بتسور الخنادق
والاسوار وغیرہ وغیرہ - اور لطف یہ ہے کہ خود مہر علیشاہ صاحب نے اعجاز المسیح کے اعجاز پر مہر
کردی کیونکہ شاہ صاحب نے جو محمد حسن متوفی کے نوٹون کا سرقہ کیا تہا اور سیف چشتیائی سرقہ کر کر
کتاب بنائی تہی تو وہ اردو مین ہی تصنیف فرمائی اور سرقہ نوٹون کا حال ناظرین کو معلوم ہو گیا جس سے
بیچارے محمد حسن متوفی کی علم کی بہی پردہ دری ہو گئی اس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب ان نوٹون
کے عربی عبارت بنانے پر بہی قادر نہین ہوئے اب یہ اعجاز نہین تو اور کیا ہے -
سوال اللہ تعالی قرآن مجید کی نسبت متحدیانہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس
والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض
ظهیرا اس آیت سے ثابت ہی کہ قرآن مجید کے مثل بنالانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین بہی قادر نہین ہوسکتے ہین کیونکہ آنجناب بہی انس مین داخل ہین اور جبکہ حضرت مرزا
صاحب کی کتابون مین اسی قسم کی تحدی موجود ہے تو وہ کتابین مرزا صاحب کی قرآن کے
مثل ہو گئین لیکن قرآن مجید کی مثل ہونا تو نص قرآنی مذکورہ سے محض باطل ہے اس لئے
مرزا صاحب کی کتابون کا معجزہ ہونا بہی باطل ہے - **الجواب** جو تحدی قرآن مجید نے
فرمائی ہے حضرت اقدس مرزا صاحب اُسی تحدی کی تائید مین ناصر اور تابع ہو کر ویسی ہی تحدی
کر رہے ہین اور اسی کی تجدید مین یہ تحدی واقع ہو رہی ہے اور چونکہ یہ امر مسلم فریقین ہے
کہ جو متبوع اور بقصد امتحان اللہ ہو وہ ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی کتب اللہ
لاغلبن انا ورسلی لہذا اسکا تابع اور متبع بہی غالب ہی رہا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی
انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد ۲۴/۱۱ اور جسطرح
متبوع کاذب کے یار و مددگار اور خود ذلیل و خوار ہو جاتے ہین اُسی طرح اُسکے تابع کے یار و مددگار اور خود
بہی بالآخر مغلوب اور ذلیل ہو جاتے ہین ولنعم ماقیل سے یار غالب شوکہ تا غالب شوی
یار مغلوبان مشو ہان اے غوی - آیت مذکور مین منصوص طور پر اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے

کہ جس طرح ہم رسولون کی نصرت کرتے ہین یا کرینگے اسی طرح پر اون کے متبعین مومنین کی
نصرت بہی دنیا اور آخرت مین کرتے رہینگے۔ مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ متبوع اور تابع سوائے ابواء
برابر ہو جاوین۔ علے ہذا القیاس اگر قرآن مجید بیمثل اور بے نظیر ہے اور اسکا یہ دعوے صاف و
مصدوق ہے کہ اسکے بنالانے پر کوئی بہی قادر نہین ہو سکتا مگر جو کوئی متبع قرآن مجید کا
اسی کی تائید اور نصرت میں اگر کوئی ایسی تفسیر منجانب اللہ لکھے جو منجانب اللہ یہ تحدی کرے کہ
کوئی مخالف مثل اس تفسیر کے کوئی تفسیر نہین بنا سکیگا تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بہمہ وجوہ
مثل قرآن مجید کے بےنظیر ہوگی۔ مگر ہان چونکہ قرآن مجید بہی منجانب اللہ ہے اور وہ تفسیر بہی منجانب اللہ
لہذا ان کے خلاف مین یعنے دونون کے تابع و متبوع کے مقابلہ کرنے پر کوئی مخالف قادر نہین ہو سکتا
پس جبکہ تابع اور متبوع کا ایسا فرق بین موجود ہے کہ کسی عاقل پر پوشیدہ نہین رہ سکتا علی ہذا
القیاس قرآن مجید اور اسکی تفسیر مین جو منجانب اللہ متحدیانہ ہو فرق ظاہر ہے اس مضمون کو
ہم اور واضح کر کے کہتے ہین کہ اول اور اصل مین تو آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین جو متبوع اور
مقتدائے کل ہین اور آخر مین ان کے تابع اور خادم مسیح موعود حضرت غلام احمد ہین جو بسبب
ان کے خادم اور غلام ہونیکے وہ بہی اس زمانہ میں متبوع اور مقتدائے کل ہین فتبارک من علم و تعلم
علے ہذا القیاس کلام اللہ جو آنحضرت صلعم کے مبارک لبون سے جاری ہوا ہے وہ تو اول
اور اصل امام اور مقتدا ہے کل کلامون کا اور آخر مین اسی کی تائید مین منجانب اللہ مسیح موعود حضرت
غلام احمد کے قلم سے اعجاز المسیح وغیرہ متحدیانہ رسایل شایع ہوئے ہین تو جیسا فرق احمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور احمد ثانی غلام احمد مین ہے ویسا ہی فرق دونون کی کلامون مین ہے کہ اول تو اصل
ہے اور ثانی اسکا ظل اور بروز ہے یعنی اول مخدوم ہے اور دوسرا خادم مگر بحکم اس کے کہ
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ جو قضیہ مسلمہ ہے بسبب خادم ہونیکے وہ بہی مخدوم اس زمانہ کا ہو گیا ہے
مخدوم نے تو منجانب اللہ خود تحدی کی اور خادم نے اپنے مخدوم کی حمایت و نصرت مین منجانب اللہ تحدی کی
پس درمیان دونون تحدیون کے ظاہر مین فرق بہی ہو گیا مگر در اصل دونون تحدیان متحد ہی

ہین کیونکہ یہ مسئلہ باتفاق اہلسنت کے معتزلہ کو علیحدہ کرکر متفق علیہا ہے کہ کرامات الاولیا حق اور اگر آپ معتزلہ یا نیچریون مین سے ہین تو پہر فرمائیے کہ اتباع انبیاء علیہم السلام سے امت کو کیا نتیجہ حاصل ہوا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم وغیر ذالک من الآیات جبکہ موافق اس نص صریح کے متبع رسول کریم صلعم کا محبوب آلہی ہو جاتا ہے تو اگر اس محبوب آلہی کو بمقابلہ مخالفین کے غلبہ تامہ حاصل نہ ہووے تو اس محبت آلہی سے کیا فایدہ حاصل ہوا اور پہر اس متبع کامل کا محبوب آلہی ہونا کیونکر ثابت ہوگا پس جس طرح معجزہ سے نبی کی نبوت کا ثبوت ملجاتا ہے اسیطرح پر ولی کے خوارق عادات سے اسکی ولایت کا ثبوت ہو جاتا ہے اگرچہ علماء متکلمین کرامت کا نام معجزہ نہین رکہتے معہذا یہ مذہب تو انکا بالضرور ہے کہ کرامت ولی کی معجزہ نبی متبوع کا ہی ہوتا ہے تو اسی لحاظ سے ہم کرامات مسیح موعود کو معجزہ ہی کہتے ہین بات تو ایک ہی ہے مگر صرف نزاع لفظی ہے[۵] الحاصل منشا آیت مندرجہ سوال کا یہ ہے کہ کوئی مخالف اسلام کا قرآن کے مثل بنالانے پر ہرگز ہرگز قادر نہ ہوسکے گا نہ یہ کہ قرآن مجید کی تائید اور نصرت مین بہی کوئی متبع مومن کامل ایسا کلام منجانب اللہ نہین لاسکتا جس کے مقابلہ پر کوئی قادر نہ ہوسکے اور جو الہامات صادقہ اور مصدوقہ منجانب اللہ ہوتے ہین وہ تو انہین کلمات اللہ مین داخل ہین جنکی نسبت ارشاد ہے کہ لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ اگر ان کلمات اللہ مندرجہ آیت سے صرف کلمات قرآن مجید ہی کے مراد ہون اور وہ الہامات و کلمات مراد نہ ہون جو قرآن مجید کی تائید و نصرت مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامورین آلہی پر منجملہ اُن کلمات اللہ کے نازل ہوتے رہتے ہین تو پہر قرآن مجید کے کلمات کا غیر محدود ہونا لازم آویگا حالانکہ کلمات قرآن مجید کے محدود ہین پس جبکہ الہامات صادقہ مصدوقہ منجملہ انہین کلمات اللہ کے ہوئے تو اُنکا بےمثل ہونا بہی ضروری ہوا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہین پس کتاب اعجاز المسیح کا اعجاز نصوص بیّنہ سے ثابت ہوا۔ بعض مخالفین نام کے

[۵] یہ جواب بمصیب مسلک مخالفین کے ہی ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوت طفیلی حاصل ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور رسول کے مطیعون کیلئے فرمایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین. بموجب اس وعدہ مطیع کو جو اس آیہ کے مصداق ہین جیسا کہ صدیق و شہید و صالحین ہو سکتے ہین ویسا ہی نبی بہی ہو سکتے ہین اسلئے مسیح موعود کیلئے احادیث صحیحہ مین لفظ نبی اللہ کا متعدد جگہ پر آیا ہے ۱۲ منہ

علمار نے جو حضرت اقدس کی کتب متحدیانہ یا الہامات عربیہ پر اپنی نادانی سے اعتراضات بیجا کئے ہین
جن سے انکی علم کی پردہ دری ہوتی ہے اُن کے جوابہای شافی اور دندان شکن ہمنے رسالہ صیانۃ
الناس عن وسواس الخناس مین مندرج کر دئیے ہین مگر وہ رسالہ (جو مدت مدید سے تصنیف و تالیف کیا
ہوا پڑا ہوا ہے) ابہی تک طبع نہین ہوا ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن چونکہ یہ رسالہ بڑا ہے اسلئے ہم یہان پر
اسکا اختصار بہی نہین کر سکتے مگر بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اُسکے دیباچہ مین جو تمہید اور مقدمات
اربعہ لکہے گئے ہین مع انکی نقل باختصار دیتے ہین تاکہ اہل علم ناقد بصیر کو مجملاً اُن اعتراضون کے جوابات کیطرف
کسی قدر انتقال ذہن کا ہو جائے اعجاز المسیح متحدیانہ جو بمقابلہ مہر علیشاہ وغیرہ کے لکہی گئی ہین اُسکی
نسبت گذارش ہے اوّلاً ناظرین پر واضح ہو کہ یہ قصہ طشت ازبام اُفتادہ ہو گیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح
پر وہ نوٹ جو سیف چشتیائی مین لکہی ہوئی ہین انکو مولوی محمد حسن صاحب ساکن بہین نے حاشیہ اعجاز المسیح پر
تحریر کیا تہا ابہی تک ان نوٹون کو بطور رسالہ کے مولوی صاحب متوفی ترتیب دینے نہین پائے تہے جو فوت
ہو گئے اور حضرت مسیح موعود کا یہ الہام جو اعجاز المسیح کے سرلوح پر لکہا ہوا ہے وہ پورا ہوا وہو ہذا من قام للجواب
وتنمر فسوف یری انہ تندم وتذمر[1] ۔ بعد فوت اُنکے وہ نوٹ جناب مہر علیشاہ صاحب کو کسیطرح
ملگئے شاہ صاحب نے اُن نوٹون کو سیف چشتیائی مین بعینہا داخل کر لیا مگر شاہ صاحب نے اس جزو اخذ مین اپنے
علم و عقل سے کچہہ کام نہین لیا کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ اگر متوفی مذکور کو حیات مستعار مین کچہہ اور مہلت دی جاتی
تو نہین معلوم کہ نظر ثانی مین وہ اپنے ان نوٹون مین کس کس جگہ پر تغیر و تبدیل کرتے یا کہان کہان محو و اثبات
عمل مین لاتے مگر شاہ صاحب نے اس امر مین کچہہ بہی غور نہ فرمایا اور اس تمام رطب و یابس کو غنیمت بارد
تصور فرما کر سیف چشتیائی مین بعینہا تقلیداً داخل فرما دیا محض تقلید سے شاہ صاحب کا تبحر علمی بہی کہ
ومہ پر واضح ہو گیا کیا اچہا کہا ہے ملائے روم نے ؎ زانکہ تقلید آفت ہر نکوئیست ۔ کہ بود تقلید اگر
کوہ قویست ۔ اس تبحر علمی کے ظہور سے شاہ صاحب پر الہام انی مہین من اراد اہانتک[2] بہی پورا
ہوا علاوہ اس پر یہ کہ اُن نوٹون کو اگر اپنی عربی عبارت مین بہی تحریر فرماتے تو شاید عوام پر وہ تبحر علمی ظاہر
نہ ہوتا مگر شاہ صاحب نے یہان پر بہی اپنے علم سے کچہہ کام نہ لیا اپنی عبارت منقطعہ بہی زبان اُردو مین بہی

[1] یعنے جو شخص اس کتاب کے جواب دینے کیلئے کہڑا ہوگا اور دلیری دکہلاویگا وہ انجام کار کو نادم ہوگا اور جواب کے فوت ہو جانیپر
افسوس کریگا ۱۲ [2] اسکے تحقیق مین اہانت کرنیوالا ہون اُس شخص کا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے ۱۲ منہ

یہی العجب کہ کتاب متحدیانہ اعجاز المسیح تو عربی مبین اور اسکا جواب اُردو مین سے بہین تفاوت رہ از کجاست
تا بکجا ناظرین غور فرماوین کہ اسکا نام تبحر علمی ہے یا ڈوب جانا۔ ایہا الناظرون یہ ہے حقیقت اور وقعت
اُن اعتراضون کی جو متعلق علم ادب کے اعجاز المسیح پر کئے گئے ہین اب ہم تا بیاً یہان چند مقامات مسلمہ
ادبا و ادب کے برائے[1] معلمین بغیر حوالہ کتب اسیلے لکھے دیتے ہین جن سے ناظرین کو ان اعتراضون کے جواب
مین کسیقدر بصیرت حاصل ہو جاوے **مقدمہ اولے** ادیب بلیغ خصوصًا ملہم ربانی جو زبان
عربی مین دسترس تصرف کا رکہتا ہو وہ کسی مذہب سیبویہ یا فراء وغیرہ کا مقلد نہین ہو سکتا دیکہو قرآن مجید کو
کہ بعض جگہ پر کوئی کلام خلاف قواعد علم نحو و صرف کے کم ظرفون کے نزدیک معلوم ہوتا ہے
لیکن تفحص تام سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہی کلام فصیح اور بلیغ ہے نہ وہ کلام جو موافق ہے
اُن قواعد نحو کے جنکو انسان ضعیف البنیان نے بنایا ہے اسکے چند نظایر انشاء اللہ تعالی اس رسالہ
مین آوینگے **مقدمہ ثانیہ** اہل لغت کا فرض منصبی صرف اس قدر ہے کہ جتنے الوسع عرب
کے منطوقات کو جس جس معنے مین مستعمل ہوئے ہین نقل کر دیوین لیکن اس صیغہ کے تمام مشتقات اور
جملہ ابواب ثلاثی مزید وغیرہ کا بیان کر دینا اونکا فرض منصبی نہین ہے یہ کام صرفی کا ہے خصوصًا
چھوٹی چھوٹی کتابون لغت مثل صراح وغیرہ نے اس کا احاطہ نہین کیا تنگ ظرف لوگ جب کسی
کلمہ کو صراح یا قاموس وغیرہ مین نہین پاتے تو جھٹ پٹ اعتراض کر بیٹھتے ہین جب انکو کتب
معتبرہ ضخیمہ سے وہ کلمہ با محاورہ دکھا دیا جاتا ہے تو شرمندہ ہو جاتے ہین اسکے نظایر بھی انشاء اللہ تعالی
آوینگے **مقدمہ سوم** کلمہ فصیح اور غیر فصیح کی معرفت کیلئے معرفت اقسام مطرد اور شاذ کی بھی
ضروری ہے جسکی چار قسمین ہین۔ دو مقبول ہین اور دو غیر[1] مقبول دو مقبول یہ ہین قسم اول مطرد
کی وہ ہے جو موافق قیاس کے بھی ہو اور استعمال کے بھی موافق ہو اسکی مثالین ظاہر ہین قسم دوم قیاس
کے رو سے شاذ اور استعمال مین مطرد ہو جیسا کہ وَذَرَ يَذَرُ اور وَدَعَ يَدَعُ چونکہ اُن کے
مضارع مین واو کا حذف ہو جانا خلاف قاعدہ ہے اسلئے باینمعنے شاذ ہوئے لیکن استعمال
مین تمام فصحا اور بلغا کے مضارع انکا بحذف واو ہی مستعمل ہوا ہے معنی دونون کے ترک کرنیکے ہین

[1] دو غیر مقبول یہ ہین ایک تو قیاس کے بھی خلاف اور استعمال کے بھی خلاف اور دوم قیاس کے موافق استعمال فصحا کے خلاف یہ دونون غیر مقبول ہین ۱۲ منہ

ف۔ [illegible]

نکتہ قابل یادداشت کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اتدعون بعلاً وتذرون احسن الخالقین یعنے
کیا تم بعل بت کو پوجتے ہو اور اللہ کو چھوڑتے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنیوالا ہے۔ اگر اس آیۃ
میں یہ کہا جاوے کہ بجائے تذرون کے تدعون ہوتا تو بسبب موجود ہو جانے صنعت مجانست
کے زیادہ تر فصاحت اور بلاغت پیدا ہو جاتی اور پھر آیت اس طرح پر ہوتی کہ اتدعون بعلاً
وتدعون احسن الخالقین جسمین صنعت مجانست کی بھی موجود ہے تو جواب اس کا یہ ہے
کہ اگرچہ تذرون وتدعون ہر دو بمعنی تترکون کے ہین مگر دونون صیغون مین بڑا فرق ہے
وہ یہ کہ تدعون کے مخاطب وہ لوگ ہوتے ہین جنہون نے کسی شے کو قبل حصول علم اس شے
کے ترک کیا ہو اور تذرون کے مخاطب وہ لوگ ہوتے ہین جنہون نے کسی شے کو بعد حصول علم
اس شے کے ترک کر دیا ہو پس چونکہ مخاطبین آیت مذکورہ نے بتون کو اپنا معبود قرار دے لیا اور اللہ
تبارک وتعالیٰ کو باوجود علم اس امر کے کہ وہی اللہ ہمارا اور ہمارے باپ دادون کا رب ہے اسکی عبادت
خاصہ کو ترک کیا اس لیئے ان کے خطاب مین تذرون ہی ضرور تھا ورنہ درصورت تدعون
ہونیکے کلمہ کا استعمال محض بے محل ہو جاتا اس جگہ سے کسقدر وسعت علم قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی جانی جاتی ہے
دیکھو کتب لغت کو **مقدمہ چہارم** جس محاورہ یا لغت کو بعض فصحاے عرب نے استعمال نہین کیا اس کا غلط
یا خطا ہونا ضروری نہین کیونکہ لغت عرب کا نہایت وسیع لغت ہے ایک معنی کیلئے کثرت سے صدہا الفاظ
فصیحہ موجود ہین مثلاً قرآن مجید مین بہت سے لغات یا محاورات استعمال نہین فرمائے گئے اور احادیث مین
وہ محاورات یا لغات موجود ہین حالانکہ آنحضرت صلعم کا کلام بھی انتہا درجہ کا فصیح اور بلیغ ہے
انا افصح من نطق بالضاد واوتیت جوامع الکلم اور یہی وسعت لغت عرب کی ایک سبب اس
امر کا ہے کہ علاوہ قرأت متواترہ کے قرأت غیر متواترہ بھی جو بمنزلہ احادیث صحیحہ کے ہین قرآن مجید
مین وارد ہوئے ہین مخالفین کو یہ نکتہ معلوم نہین اسلئے وے ان صلات یا محاورات پر جو
قرآن مجید مین نہین آئے باوجودیکہ احادیث صحاح مین موجود ہین حضرت مسیح موعود کے کلام پر
اعتراض کر بیٹھتے ہین اور بالآخر نادم ہوتے ہین۔ بہ رجوع مبحث کیطرف سوال جبکہ شیطان کا یہ قول ہے

سوال جبکہ شیطان کا یہ حال ہو جو صحیح بخاری میں ہے کہ اِنّ الشیطان یجری من الانسان مجری الدم تو پھر کوئی انسان اس شیطان سے کیونکر بچ سکتا ہے نبی ہو یا غیر نبی الجواب واضح ہو کہ لفظ شیطان کا اطلاق بہت وسیع معنوں پر ہوتا ہے جن انسانوں پر قوائے بہیمیہ وغضبیہ جو مرکب شیطان کے ہیں غالب ہوتے ہیں اُن کو بھی شیطان کہا گیا ہے۔

واذا خلوا الی شیاطینہم ایضا وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن شیاطین کا لفظ بمعنی حیات یعنی سانپوں کے بھی آتا ہے طلعہا کانہ رءوس الشیاطین اور احادیث صحیحہ میں لفظ شیاطین بہت کثرت کیساتھ اُن اشیاء پر جو کہ انسان کو ایذا پہنچاتی ہیں استعمال فرمایا گیا ہے الاسود البہیم من الکلب شیطان حشرات خزندہ وگزندہ کو بھی شیطان فرمایا گیا ہے چنانچہ احادیث میں ۔ موجود ہے کہ زمین کے سوراخ میں پیشاب نہ کرو کہ اسمیں شیطان رہتے ہیں یعنے بچھو سانپ وغیرہ غضب اور غضبیہ کو بھی شیطان فرمایا گیا ہے مرکبہ شیطانہ ای غضبیہ دیکھو شروح حدیث اور تفاسیر اور کتب لغات کو پس اس حدیث میں مراد شیطان سے قوائے بہیمیہ اور غضبیہ ہیں جو انسان کو شہوات مہلکہ موذیہ میں پھنساتی ہیں اور طرح طرح کے وساوس اُس کے دل میں پیدا کرتی ہیں اور اسمیں کیا شک ہے کہ یہ جملہ قوائے شہوانی وغضبی انسان کے جسم کے خون میں جاری ہیں اور چونکہ یہ قوے شیطان کا مرکب ہیں پس اس لئے فرمایا گیا کہ شیطان انسان کے جسم میں بجائے خون کے جاری ہوتا ہے یا خود انہیں قوائے کو شیطان فرمایا گیا ہے اور النساء حبائل الشیطان اسی سبب کے لئے فرمایا کہ وہ باعث شیطانی کاموں کے ہو جاتی ہیں پس اس مس شیطان سے تو کوئی بشر خالی ہی نہیں ہے اور اگر کسی انسان کو اس مس سے خالی مانا جاوے تو پھر انسان احکام تکلیفی کیساتھ مکلف کیونکر ہوگا کیونکہ پھر مثل ملائکہ کے انقیاد اوامر الٰہی کا انسان کے فطرت میں داخل ہوگا - انسان کو جو فضیلت دی گئی ہے وہ تو اسی وجہ سے ہے کہ باوجود موجود ہونے اِن قوائے غضبیہ وشہویہ کے اللہ تعالیٰ کے احکام کا فرمانبردار

اونفساد رہے اور اپنے ان قوئے کو طوعًا و کرہاً تابع شرع اسلام اور عقل کلی انسانی کے کردیوے
ہاں البتہ اوایل میں جونفس کی امارگی ہوتی ہے اور وہ مجاہدات سے کچھ کچھ کھوئی جاتی
ہے تب دوسرے نمبر پر نفس لوامہ پیدا ہوجاتا ہے اور پہر تیسرے نمبر پر مجاہدات کے
کرنے سے نفس مطمئنہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اور پھر انسان بعد ان مجاہدات کے مصداق
ان عبادی لیس لک علیہم سلطان کا ہوجاتا ہے اگر انسان ان قوئے غضبیہ و شہویہ سے
بالکل معرا ہوتا تو پھر اسکو مجاہدات کے کرنے کی کیا ضرورت ہوتی اور پہر ثواب اوسکو
کس مجاہدہ کا اللہ تعالی کی جناب سے حاصل ہوتا اس سلئے فرمایا گیا ہے کہ اذا مسّہم طائف
من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون ۔ اور ایسے لوگوں کیلئے بطور استثنار
کے ارشاد ہوا ہے کہ لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین وان عبادی
لیس لک علیہم سلطان یعنی بیشک میرے بندے جو خالص ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہیں ہوگا
الحاصل شیطان بذریعہ قوائے غضبیہ و شہویہ کے جو اسکا مرکب ہیں اپنے وساوس کیساتھ
انسان کے ہر ایک رگ وپے میں جاری ہے یا وہ خود قوائے غضبیہ شہویہ جو انسان کے
بدن میں خون کے ساتھ جاری ہیں شیطان ہیں۔ نیچریوں نے جو شیاطین الجن کا انکار کیا ہے
اور شیاطین الجن کو شیاطین الانس ہی میں منحصر کردیا ہے اونہوں نے سخت نادانی
کی ہے جس سے اُن کی جہالت آجکل کی تحقیقات علمیہ سے ہی کالشمس فی النہار ظاہر ہوتی ہے
کما ثبت فی محلہ ۔

کتبہ السید محمد احسن امروہوی

لہ یعنی متقیوں کو چھوتا ہے کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے تو وہ سمجھ جاتے ہیں پس ناگہاں وہ دیکھنے لگتے ہیں۔ ۱۲
لہ البتہ بہکا تار ہوں گا میں اُن سب کو مگر جو تیرے بندے خالص کئے گئے ہیں۔